اکتوبر ۱۹۶۶ء

مدیران
رفیق احمد ثاقب
محمد شفیق قیصر

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان
کے سالانہ اجتماع ۱۹۴۴ء کا ایک منظر

فی پرچہ ۶۲ پیسے
قیمت سالانہ چھ روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِسْتَبِقُوا الْخَیْرَاتِ

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

(المصلح الموعودؓ)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ خالد ربوہ

جمادی الثانی ۱۳۸۵ھ ؛ اخاء ۱۳۴۵ ہش

اکتوبر ۱۹۶۶ء

جلد ۱۲ —— شمارہ ۱۲

ادارۂ تحریر

رفیق احمد ثاقب

محمد شفیق قیصر

(سید عبد الباسط پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر ماہنامہ خالد دار الصدر جنوبی ربوہ سے شائع کیا)

ترتیب

اداریہ

جستہ جستہ

۱۔ ہمارا سالانہ اجتماع

اسی مہینے کی ۲۱-۲۲-۲۳ تاریخوں کو ہمارا چوبیسواں سالانہ اجتماع منعقد ہو رہا ہے۔ خدام احمدیت بے چینی سے ان تاریخوں کا انتظار کر رہے ہوں گے کہ ان کے محبوب اجتماع کے دن قریب سے قریب تر آ رہے ہیں۔ ان کی نگاہِ شوق ان مبارک ایام کو دیکھنے کے لئے بے قرار ہو گی جبکہ وہ مرکزِ احمدیت ربوہ میں اپنے خیموں میں بیٹھے اپنے پیارے امام کی طرف گوش بر آواز ہوں گے۔ خادم کا اپنے آقا سے محبت کا تعلق اس امر کا متقاضی ہے کہ وہ اپنے آقا کے قریب رہے اور اس کے قرب کی جو گھڑی بھی اُسے میسر آئے اُسے غنیمت جانے اور اپنے پیارے امام اور خدا تعالیٰ کے برحق خلیفہ سے جتنا زیادہ نور و برکت حاصل کر سکے کر لے۔

اِک زماں کے بعد پھر آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار

پس اے خدامِ احمدیت! اس بابرکت اجتماع میں شمولیت کے لئے پوری تیاری کریں اور ان مبارک ایام کو قیمتی جانیں اور زیادہ سے زیادہ مرکز میں آنے کی کوشش کریں اور یہاں آ کر ان مبارک ایام میں اجتماعی طور پر خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوں ——— اور اپنے قلوب کی پاکیزگی کا سامان مہیا کریں، اسلام کی اشاعت و خدمت کے لئے اپنے مولیٰ کے حضور دُعا کریں، خدا تعالیٰ کی مخلوق کی بہتری اور بھلائی کے لئے تدابیر سوچیں اور اپنے پیارے امام کے کلماتِ طیبات سے اپنی رُوحانی پیاس کا سامان کریں۔

خدام الاحمدیہ کے مرکزیہ اجتماعات اور خلافت جوبلی علمِ انعامی حاصل کرنیوالی مجالس

خدام کے اضافہ علم کے لئے ذیل میں خدام الاحمدیہ کے اب تک منعقد ہونے والے اجتماعات کی تاریخیں اور خلافت جوبلی عَلَمِ انعامی حاصل کرنے والی مجالس کے نام دیئے جا رہے ہیں:-

۱- ۱۹۳۸ء ۲۵ دسمبر مسجد نور قادیان

سال	تاریخ	مقام
۲- ۱۹۳۹ء	"	زنانہ جلسہ گاہ بیرون قادیان
۳- ۱۹۴۰ء	اجتماع نہیں ہوا	
۴- ۱۹۴۱ء	۶-۷/ فروری	مسجد اقصیٰ قادیان
۵- ۱۹۴۲ء	۱۷-۱۸-۱۹/ اکتوبر	دار الشکر قادیان
۶- ۱۹۴۳ء	۲۲-۲۳-۲۴/ "	" "
۷- ۱۹۴۴ء	۱۳-۱۴-۱۵/ "	دار الانوار "
۸- ۱۹۴۵ء	۱۹-۲۰-۲۱ "	دار الشکر "
۹- ۱۹۴۶ء	۱۸-۱۹-۲۰ "	" "
۱۰- ۱۹۴۷ء	اجتماع نہیں ہوا۔	
۱۱- ۱۹۴۸ء	" "	
۱۲- ۱۹۴۹ء	۳۰-۳۱/ اکتوبر، یکم نومبر	دار الرحمت ربوہ
۱۳- ۱۹۵۰ء	۲۱-۲۲-۲۳/ اکتوبر	" "
۱۴- ۱۹۵۱ء	۱۲-۱۳-۱۴/ "	" "
۱۵- ۱۹۵۲ء	۳۰-۳۱/ اکتوبر، یکم نومبر	" "
۱۶- ۱۹۵۳ء	۲۳-۲۴-۲۵/ اکتوبر	دار البرکات ربوہ
۱۷- ۱۹۵۴ء	۵-۶-۷/ نومبر	" "
۱۸- ۱۹۵۵ء	۱۸-۱۹-۲۰ نومبر	" "
۱۹- ۱۹۵۶ء	۱۹-۲۰-۲۱/ اکتوبر	" "
۲۰- ۱۹۵۷ء	۱۱-۱۲-۱۳/ اکتوبر	" "
۲۱- ۱۹۵۸ء	۲۴-۲۵-۲۶ اکتوبر	مخصوص حالات کی وجہ سے اجتماع ملتوی کیا گیا۔
۲۲- ۱۹۵۹ء	۲۳-۲۴-۲۵/ اکتوبر	میدان دار البرکات ربوہ
۲۳- ۱۹۶۰ء	۲۱-۲۲-۲۳/ "	احاطہ دفتر خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ
۲۴- ۱۹۶۱ء	۲۰-۲۱-۲۲/ "	" " " "
۲۵- ۱۹۶۲ء	۱۹-۲۰-۲۱/ "	جلسہ گاہ جلسہ سالانہ ربوہ
۲۶- ۱۹۶۳ء	۲۵-۲۶-۲۷/ "	" "

۲۷-۱۹۶۴ء　　۲۳-۲۴-۲۵/ "　　"　　"

۲۸-۱۹۶۵ء　　۲۲-۲۳-۲۴/ "　　مخصوص حالات کی وجہ سے اجتماع ملتوی کیا گیا۔ صرف زیر تعمیر ہال
خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں مجلس شوریٰ کا اجلاس ہوا۔

۲۹-۱۹۶۶ء　　۲۱-۲۲-۲۳/ اکتوبر　　میدان جلسہ گاہ جلسہ سالانہ۔ دارالبرکات

خلافت جوبلی علمِ انعامی حاصل کرنے والی مجالس

۱۹۳۹ء مجلس خدام الاحمدیہ کیرنگ (اڑیسہ) ——— ۱۹۴۰ء مجلس خدام الاحمدیہ گوجرانوالہ

۱۹۴۱ء " " چک نمبر ۹۹ شمالی سرگودہا ——— ۱۹۴۲ء " " دارالرحمت قادیان

۱۹۴۳ء " " لاہور ——— ۱۹۴۴ء " " دارالبرکات "

۱۹۴۵ء " " حلقہ مسجد مبارک قادیان ——— ۱۹۴۶ء " " کراچی

(۱۹۴۹ء تا ۱۹۵۱ء علمِ انعامی نہیں دیا گیا۔)

۱۹۵۲ء مجلس خدام الاحمدیہ راولپنڈی　　۱۹۵۳ مجلس خدام الاحمدیہ کراچی

۱۹۵۴ء " " کراچی

۱۹۵۵ء " " " شہری مجالس میں اوّل کراچی۔ دیہاتی مجالس میں اوّل نصرت آباد اسٹیٹ۔ اسناد دی گئیں۔

۱۹۵۶ء " " " " " " " " " ۔ دوم کوئٹہ۔ اسناد دی گئیں۔ دیہاتی مجالس میں اوّل
کرونڈی۔ دوم چک نمبر ۹۸ شمالی سرگودہا۔

۱۹۵۷ء " " " شہری مجالس میں اوّل مجلس کراچی۔ دوم راولپنڈی۔ اسناد دی گئیں۔ دیہاتی مجالس
میں اوّل کرونڈی، دوم چک نمبر ۹۸ شمالی سرگودہا۔

۱۹۵۸ء " " " کراچی اوّل۔ دوم راولپنڈی۔ دیہاتی مجالس میں اوّل کرونڈی۔ دوم بشیر آباد اسٹیٹ

۱۹۵۹ء " " راولپنڈی۔ اوّل راولپنڈی۔ دوم کراچی۔ دیہاتی مجالس میں اوّل کرونڈی دوم بشیر آباد اسٹیٹ

۱۹۶۰ء " " " اوّل " " " " " " انور آباد۔ دوم کرونڈی۔

۲- عہدیداران خدام الاحمدیہ سے ایک گزارش

عہدیداران خدام الاحمدیہ! خدام الاحمدیہ کے سال کا یہ آخری مہینہ جا رہا ہے۔ تمام عہدیداران کو اپنے
کام کا جائزہ لینا چاہیئے کہ انہوں نے اب تک اپنے فرائض کی ادائیگی میں کیا کچھ کیا ہے۔ اور اس جائزے کے

بعد جو کمزوری رہ گئی ہو اسے پوری کوشش کے ساتھ دور کرنے کی سعی کریں۔ بالخصوص شعبہ تحریک جدید کی طرف مجالس کو خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ تحریک جدید کے مالی سال کے اختتام میں صرف ایک ماہ باقی رہ گیا ہے لیکن ابھی تک تحریک جدید کے چندہ کی وصولی کی رفتار بہت ہی سست ہے۔ جولائی میں مجالس خدام الاحمدیہ کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ یکم جولائی سے ۷ جولائی تک تحریک جدید کا ہفتہ وصولی منائیں۔ الحمد للہ کہ بعض مجالس نے اس ضمن میں بہت عمدہ کام کیا ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ اکثریت ایسی مجالس کی ہے جنہوں نے اس اہم کام کی طرف مطلق توجہ نہیں دی۔ خدام الاحمدیہ کے عہدیداروں کو یہ امر ہرگز فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ تحریک جدید کے دفتر دوم کی ذمہ داری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدام پر ڈالی تھی، اس طرح سے تحریک جدید ہمارے پاس حضورؓ کی امانت کے طور پر ہے۔ اب اگر وہ اس کی طرف کماحقہٗ توجہ نہیں دیتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جاری کردہ اس مبارک تحریک کی کامیابی کے لئے اپنی کوشش و محبت سے کام نہیں لیتے تو گویا ہم حضورؓ کی امانت میں خیانت کرنے والوں میں سے بنیں گے۔ پس تمام مجالس کے عہدیداران کا فرض ہے کہ اپنی سابقہ کوتاہیوں کو ترک کرتے ہوئے اس مہینہ پوری محنت سے کام کریں اور یہ کوشش کریں کہ تحریک جدید کا تمام چندہ وصول ہو جائے۔

۳۔ خدام کا ایک فرض ـــ!

جیسا کہ مئی کے شمارہ میں خدام کو ایک فرض کی طرف یاد دہانی کے تحت یہ گزارش کی تھی کہ سیدنا حضرت مصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر خادم کے لئے لازم قرار دیا تھا کہ وہ اپنے رسالہ خالد یا دیگر اخبارات و جرائد کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور لکھے۔ اس ضمن میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی یہ ارشاد فرمایا تھا کہ خدام کو حضورؓ کے اس ارشاد کے بارہ میں یاد دہانی کرائی جائے اور فی الحال ایسا پروگرام بنایا جائے کہ ملک کے ہر علاقہ سے رسالہ کے لئے ضرور مضامین آجائیں۔ اسی ذیل میں حضور نے یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ میں سالانہ اجتماع پر خدام سے پوچھوں گا کہ انہوں نے اس ہدایت پر کہاں تک عمل کیا ہے۔ پس خدام کو اس امر کے لئے بھی تیار ہو کر آنا چاہیئے۔

سورۃ الرحمٰن

معارف القرآن

هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۴۴﴾
یہ وہ جہنم ہے جس کا مجرم انکار کرتے ہیں۔

يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَ بَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ﴿۴۵﴾
(جب انہیں داخل ہونیکا دن آئے گا) وہ اُس (یعنی دوزخ) کے درمیان اور اُبلتے ہوئے پانی کے درمیان گھوم رہے ہوں گے۔

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۶﴾
اب بولو تو سہی کہ تم دونوں اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کرو گے؟

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۷﴾
اور جو شخص اپنے رب کی شان سے ڈرتا ہے اس کے لئے دو جنتیں مقرر ہیں (دنیوی بھی اور اُخروی بھی)

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۸﴾
پھر بتاؤ تو سہی کہ تم دونوں اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کرو گے؟

ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ ﴿۴۹﴾
دونوں جنتیں بہت سی ٹہنیوں والی ہونگی (یعنی اُن کے درخت بڑے گھنے ہوں گے۔

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۰﴾
پھر بتاؤ تو سہی تم دونوں اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کرو گے؟

فِيْهِمَا عَيْنٰنِ تَجْرِيٰنِ ﴿۵۱﴾
ان دونوں میں دو چشمے (پانی کثرت سے) بہہ رہے ہوں گے۔

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۲﴾
پھر بتاؤ تو سہی کہ تم دونوں اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کرو گے؟

---

[1] یعنی ان کو دونوں طرف مصیبت ہی مصیبت نظر آئے گی۔ یعنی جنگ کی پُرزور تیاری کریں گے تو اقتصادی مشکلات میں مبتلا ہوں گے اور اگر تیاری چھوڑ دیں گے تو دشمن کا جنگ میں شکار ہو جائیں گے۔

(تفسیر صغیر)

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حقیقی مسلمان

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اُسے ظالم کے سپرد کرتا ہے۔ اور جو اپنے بھائی کی حاجت کو پُورا کرتا ہے اللہ اس کی حاجت کو پُورا کرے گا۔ اور جو مسلمان پر سے کسی مصیبت کو دُور کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کی مصیبتوں میں سے بڑی مصیبت کو اس سے دُور کرے گا۔ اور جو مسلمان کے عیب پر پردہ ڈالے تو اللہ قیامت کے دن اس کے عیب پر پردہ ڈالے گا۔ (بخاری)

خدمتِ خلق

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھُوکے کو کھانا کھلاؤ، مریض کی تیمار داری کرو، اور قیدیوں کو رہا کرو۔ (بخاری)

راستوں کی صفائی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی راستہ میں چلا جا رہا تھا کہ اُس نے کانٹوں والی ٹہنی راستہ میں پڑی دیکھی تو اس کو ہٹا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی قدر دانی فرمائی اور اُسے بخش دیا۔ (ترمذی)

وقارِ عمل

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خندق میں تھے۔ کچھ آدمی مٹی کھودتے تھے اور ہم مٹی کو اپنے کندھوں پر اُٹھاتے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خدا زندگی نہیں ہے مگر آخرت کی ہی زندگی پس تُو بخش اور مغفرت فرما مہاجرین اور انصار کی (بخاری)

وقت قیمتی ہے

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مغیرہ بن شعبہ کو لکھا کہ آپ نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے اس میں سے کچھ لکھیں۔ مغیرہؓ نے جواب میں لکھا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اِدھر اُدھر کی باتوں سے، مال ضائع کرنے سے زیادہ سوال کرنے اور لے دے کرنے، ماؤں کی نافرمانی اور بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے سے منع فرماتے تھے۔

(الادب المفرد)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن ہے

قرآن کو تدبّر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو

(۱) "تمہاری تمام فلاح کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے، یہ بڑی دولت ہے۔ اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی۔ قرآن وہ کتاب ہے جسکے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں۔

قرآن ایک ہفتہ میں انسان کو پاک کر سکتا ہے اگر صوری و معنوی اعراض نہ ہو۔ قرآن تم کو نبیوں کی طرح کر سکتا ہے اگر تم خود اس سے نہ بھاگو۔ بجز قرآن کس کتاب نے اپنی ابتداء میں ہی اپنے پڑھنے والوں کو یہ دعا سکھلائی اور یہ امید دی کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ یعنی ہمیں اپنی ان نعمتوں کی راہ دکھلا جو پہلوں کو دکھلائی گئی جو نبی اور رسول اور صدیق اور شہید اور صالح تھے۔ پس اپنی ہمتیں بلند کرو اور قرآن کی دعوت کو رد مت کرو کہ وہ تمہیں وہ نعمتیں دینا چاہتا ہے جو پہلوں کو دی تھیں بلکہ خدا کا تمہاری نسبت ان سے زیادہ فیض رسانی کا ارادہ ہے"

(۲) "جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اسکے ظلّ تھے۔ سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو"

(کشتی نوح)

میرا فریضۂ حج بیت اللہ

(مکرم الحاج چوہدری محمد رمضان صاحب)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدام الاحمدیہ کو "حج سکیم" جاری کرنے کا ارشاد فرمایا تھا۔ ایک روپیہ سالانہ ادا کر کے ہر شخص اس کا ممبر بن سکتا ہے۔ اس سکیم کے تحت ہر سال حج کیلئے ایک شخص کا انتخاب ہوتا ہے جس کا نصف خرچ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ادا کرتی ہے۔ امسال یہ سعادت مکرم چوہدری محمد رمضان صاحب کے حصہ میں آئی۔ ذیل میں حج کے حالات پر ان کا مضمون دیا جا رہا ہے۔ (ایڈیٹر)

پہلے تو خاکسار اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ادا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حج بیت اللہ کی اپنے فضل و کرم سے توفیق عطا فرمائی۔ پھر درود حضرت سرور کونین حضرت محمد مصطفےٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر (اللّٰھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم انک حمید مجید) جن کے طفیل ہمیں اسلام جیسا دین ملا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم کی بارشیں ہمیشہ نازل کرتا رہے حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جنہوں نے اسلام کے ہر حکم پر عمل کرنے کیلئے ہر چھوٹے بڑے کے لئے سکیمیں بنائیں۔ جن میں سے ایک سکیم "حج سکیم" خدام الاحمدیہ مرکزیہ ہے۔ جس میں ہر چھوٹا بڑا ایک روپیہ سالانہ ادا کر کے حج سکیم کا ممبر بن سکتا ہے۔ اس سکیم کے تحت خاکسار بھی تین چار سال سے اس کا ممبر تھا۔

امسال جب خدام الاحمدیہ کی طرف سے اعلان ہوا کہ جو دوست حج پر جانا چاہیں وہ ۳۰ نومبر سنہ ۱۹۶۵ء تک درخواستیں برائے قرعہ اندازی بھجوا دیں۔ کیونکہ اس سکیم کے تحت حج بیت اللہ پر جانے والے دوست کو خدام الاحمدیہ کی طرف سے نصف خرچ ملتا ہے اور نصف اس نے خود برداشت کرنا ہوتا ہے۔

خدام الاحمدیہ کے اعلان کے کچھ دن کے بعد خاکسار نے نیت کی کہ امسال میں بھی حج کے لئے درخواست دیدوں لیکن نصف خرچ کے لئے میری مالی طاقت متحمل نہیں ہو سکتی تھی۔ آخر کار اپنے رب کے فضل و کرم پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنے لڑکے عزیزم محمد اعظم مرحوم سے ذکر کیا۔ (اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے اور اپنی رحمتوں کے سایہ کے نیچے رکھے) اس نے کہا کہ ابا جان درخواست دے دیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر

بھروسہ کرتے ہوئے درخواست لکھی لیکن خدام الاحمدیہ کے اعلان کے مطابق درخواستوں کی وصولی کی تاریخ سے تین چار دن لیٹ ہو گیا، مگر پھر بھی میں نے درخواست دے دی اور یہ خدا تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس طرح قرعہ اندازی میں میرا نام نکل آیا۔

مجھے امید تھی کہ جس خدا نے یہ کام کیا ہے آگے بھی وہی کر دے گا چنانچہ اس کی تقریب یوں بنی کہ خاکسار کو تحریک جدید کی طرف سے میری خواہش پر یکم جنوری ۱۹۶۶ء سے ریٹائر کر دیا گیا اور پراویڈنٹ فنڈ بمعہ عطیہ بھی مل گیا۔ اللہ تعالیٰ نے باقی روپے کا بھی بندوبست کر دیا۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے مکرم محترم الحاج چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اوّل تحریک جدید کو جنہوں نے خاکسار کو ہر قسم کی حج کے متعلق معلومات مہیا فرمائیں اور ہر قسم کا تعاون فرمایا۔ چنانچہ خاکسار نے مکرم محترم چوہدری صاحب کو ساتھ لیکر بنک میں روپیہ جمع کروا کر درخواست دے دی۔ اس کے فضل و کرم کے صدقے جاؤں سترہ جنوری ۱۹۶۶ء کو قرعہ اندازی ہوئی اور ضلع جھنگ میں خاکسار کا پہلا نمبر نکلا۔ یہ سُن کر دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے لبریز ہو گیا کہ یہ نابکار اور یہ سعادت ــــ!

ذٰلک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء۔

انہی ایام میں میرا بڑا لڑکا عزیز محمد اعظم مرحوم سخت بیمار تھا اور اس کی بیماری روز بروز شدت اختیار کرتی چلی گئی اور حالت مایوس کُن ہو چکی تھی لیکن حضرت صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب نے خاکسار کی ڈھارس بندھائی کہ بچے کی بیماری کی وجہ سے ارادۂ حج ترک نہ کرنا کیونکہ یہ موقعے روز روز نہیں ملتے۔ جب عزیزم محمد اعظم کو پتہ لگا تو اُس نے کہا کہ ابا جان میں کسی حالت میں ہوں آپ حج پر چلے جاویں۔ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے، یکم فروری ۱۹۶۶ء کو وہ فوت ہوا۔ (اِنّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون) اور خاکسار ۲۰ فروری ۱۹۶۶ء کو بزرگوں کو فرداً فرداً مل کر تین بجے بعد دوپہر ربوہ سے حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہونے کے لئے اسٹیشن پر پہنچا تو بڑی زبردست بارش شروع ہو گئی۔ یہ بھی نیک فال تھی لیکن بارش کی وجہ سے سوائے اپنے گھر والوں کے کوئی دوست اسٹیشن پر نہ آسکا۔ اِدھر دیارِ محبوبؐ کا شرف اور اُدھر ناقابلِ برداشت صدمہ تھا۔ اس کشمکش میں عازمِ سفر ہوا اور ۲۱ فروری کو کراچی پہنچا۔ قائد خدام الاحمدیہ کراچی اور عزیزم رشید احمد صاحب سماٹری نے میری میزبانی میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی۔

جب خاکسار کراچی پہنچا تو میرے قابلِ احترام بزرگ مکرم محترم بزرگ صوفی محمد رفیع صاحب سکھر والے ڈی۔ ایس۔ پی ریٹائرڈ جو خاکسار کے ساتھ حج بیت اللہ کے لئے جا رہے تھے ہر طرح سفر کے معاملے اور قیام و طعام کے معاملے میں سارے سفر میں شروع سے لے کر آخر تک وہ سلوک میرے ساتھ کیا جس کو میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کی جزائے خیر عطا فرمائے۔

کراچی سے مورخہ ۲/۳/۶۶ کو کسٹم والوں سے فارغ ہو کر ۹ بجے کے قریب سفینۂ حجاج پر خاکسار سوار ہو گیا۔

بحری جہاز میں خاکسار کے چند غیر احمدی دوستوں نے حیرت کا اظہار کیا کہ احمدی بھی حج کو جا رہا ہے۔

بہرحال خاکسار ۷/۳/۶۶ کو کراچی سے بذریعہ بحری جہاز روانہ ہو کر مؤرخہ ۱۴/۳/۶۶ کو چار بجے شام جدہ شریف پہنچ گیا۔ ہمارے معلّم محمد احمد صاحب صباغ نے رات رہنے کے لئے حاجی کیمپ میں ہمارے لئے انتظام کیا ہوا تھا۔ اگلے دن مؤرخہ ۱۵/۳/۶۶ کو پاسپورٹ وغیرہ کی چیکنگ ہو کر اور معلّم صاحب کو مدینہ منورہ کا کرایہ آنے جانے اور فیس معلّم صاحب اور خیموں وغیرہ کا کرایہ قریباً تین صد ریال دیکر ۱۵/۳/۶۶ کی شام کو مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ اس دفعہ گورنمنٹ پاکستان نے حج کرنیوالوں کے لئے مدینہ منورہ پہلے جانے کا انتظام کیا ہوا تھا ۱۵/۳/۶۶ کی شام کو چل کر ۱۶/۳/۶۶ کو صبح کی نماز دیارِ محبوبؐ میں جنت البقیع کے پاس لاریوں کے اڈہ پر جا پڑھی۔ خاکسار نابکار گناہوں سے بھرپور دیارِ محبوب میں حاضر ہو گیا۔ جہاں دو جہاں کے سردار نے اپنی عمر کا کافی حصہ گزارا اور اپنے پاک قدموں سے سرزمینِ مدینہ کو شرف بخشا۔ الحمد للہ

لوگ کہتے ہیں کہ نالائق نہیں ہوتا قبول
مَیں تو نالائق بھی ہو کر پا گیا درگاہ میں بار

مدینہ منورہ میں میرپور خاص سندھ کے ایک بہت بڑے زمیندار حاجی احمد بخش صاحب سکونت رکھتے ہیں اُن کے مکان پر گئے۔ اللہ تعالیٰ اُن پر اپنی رحمتوں کا سایہ رکھے۔ انہوں نے بلا کرایہ ہمیں کمرہ مہیا کر دیا بلکہ ایک وقت کا کھانا بھی دیا۔ ان کے دو صاحبزادے عزیزم محمد احمد اور محمد شفیع نہایت شریف بچے ہیں۔ ایک ان میں سے عزیزم محمد شفیع قاری بھی ہیں۔ انکے عزیزوں نے ہمیں ہر قسم کی سہولت بہم پہنچائی اور مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کروائی۔ حاجی صاحب کے ہاں سامان رکھ کر ان کے صاحبزادے عزیزم محمد احمد کے ہمراہ حضرت سرورِ کونین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضہ مبارک میں حاضر ہوئے اور خاکسار نے اپنی طرف سے اور تمام دنیا کے احمدیوں کی طرف سے السلام علیکم عرض کیا۔ مسجد نبوی میں ظہر و عصر کی نمازیں پڑھ کر اپنی جائے رہائش پر آ گئے۔ قصیدہ یا عین فیض اللہ والعرفان بھی دربارِ نبوی میں پڑھنے کی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ جن دوستوں کو حج کی توفیق عطا فرمائے وہ یہ قصیدہ حفظ کر کے جائیں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے القادر ربانی کے تحت لکھا ہے اور اس کا ایک ایک لفظ القادر ربانی ہے۔ خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مدینہ منورہ میں ۲۰۰ دفعہ یہ قصیدہ پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی! اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ کراچی سے لے کر سمندر کے سفر اور مدینہ منورہ مکہ معظمہ کی سڑکوں اور مقاماتِ مقدسہ پر اور کراچی واپس پہنچنے تک ۳۰۵ دفعہ قصیدہ پڑھنے کی توفیق ملی۔ یہ محض اس کا فضل و کرم ہے۔

ایک حدیث کے مطابق مسجد نبوی میں چالیس نمازیں پڑھنے کا حکم ہے۔ اسلئے گورنمنٹ نے مدینہ منورہ میں آٹھ دن کا قیام مقرر کیا ہوا ہے تاکہ چالیس نمازیں پوری ہو سکیں۔ خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے مسجد نبویؐ کے ریاض الجنۃ والے حصہ میں ۵۴ نمازیں پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ ریاض الجنۃ مسجد نبوی کا وہ حصہ ہے جو حضور

کے مکان کے دروازے سے لیکر جو مسجد میں کھلتا تھا منبر تک ہے۔ آنحضرتؐ کے مزار کے گرداگرد ایک بہت بڑا لوہے کا جنگلہ بنا ہوا ہے۔ مسجد نبوی چھ ایکڑ میں ہے جس میں ترکوں کے زمانے کے ۳۰۲ ستون سُرخ رنگ کے اور سعودی حکومت کے عہد کے ۲۱۴ سفید ستون ہیں۔

ریاض الجنۃ والے حصہ میں کوئی چھ فٹ کے قریب ستونوں پر سنگِ مرمر کیا ہوا ہے تاکہ ریاض الجنۃ والے حصے کا دوستوں کو پتہ لگ سکے۔ ریاض الجنۃ میں تیس ستون ہیں۔ مسجد سے باہر ایک بوسیدہ سا مکان ہے جو حضرت امام حسینؓ کا بتلایا جاتا ہے (واللہ اعلم بالصواب۔) باقی کسی صحابی کے مکان کا پتہ نہیں چلتا۔ بتایا جاتا ہے کہ حضرت علیؓ حضورؐ کے ساتھ ہی رہتے تھے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مکان مسجد میں مل چکے ہیں۔

عربوں کی نئی پود کو مقاماتِ مقدسہ کا کوئی پتہ نہیں جس سے پوچھیں مسجد نبوی اور مسجد حرمین شریف مکہ معظمہ بتادیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ وہ دن پھر جلد لائے کہ مقاماتِ مقدسہ کا صحیح پتہ لگ سکے۔

مدینہ منورہ سے واپسی پر رات کو بدر کے مقام پر بس رُکی۔ چنانچہ خاکسار نے وہاں دو نفل ادا کئے اور دو دفعہ قصیدہ پڑھا۔ الحمد للہ

مدینہ منورہ میں مسجد قباء، مسجد غمامہ اور جبل اُحد جہاں ستر شہداءؓ اکٹھے مدفون ہیں۔ حضرت امیر حمزہ اور حضرت علیؓ کے بھائی عقیل کی بھی قبریں وہاں ہیں جبل اُحد کے ساتھ ایک چھوٹی سی مسجد بھی ہے۔ مسجد قبلتین، مسجد خندق، مسجد حضرت سلمان فارسیؓ، مسجد حضرت عمرؓ، مسجد حضرت علیؓ اور مسجد حضرت فاطمۃ الزہراءؓ، مسجد حضرت ابوذر غفاریؓ اور جنت البقیع مقاماتِ مقدسہ ہیں۔ ان سب مسجدوں میں نماز نفل ادا کرنے اور قصیدہ پڑھنے کی توفیق ملی۔ قبروں پر سے موجودہ حکومت نے نام مٹادیئے ہیں۔ روایتاً نام بتاتے چلے آتے ہیں۔ جنت البقیع میں حضرت عثمانؓ، حضرت دائی حلیمہؓ، امہات المومنینؓ اور حضورؐ کی صاحبزادیوں اور صاحبزادہ حضرت ابراہیمؓ، امام جعفرؓ، امام مالکؒ اور امام حسنؓ کے مزار ہیں۔

مکہ معظمہ کو روانگی

اب خاکسار مدینہ منورہ کا قیام ختم کرکے ۲۵/۳/۶۶ کی شام کو عرب وقت کے مطابق ۱½ بجے مکہ معظمہ کیلئے روانہ ہو گیا۔ حج کے ایام میں بخشش کا بہت رواج ہوتا ہے۔ مثلاً ڈرائیور ادھر موٹر یا لاری کو سٹارٹ کرتا ہے اُدھر سواریوں سے بخشش مانگنا شروع کر دیتا ہے۔ مدینہ منورہ کو جاتے ہوئے ہم نے چلتے ہی ڈرائیور کو ایک ایک ریال بخشش دیدی تو لاری ۱۲ گھنٹے میں مدینہ منورہ پہنچ گئی۔ جب مدینہ منورہ سے واپسی ہوئی تو سواریوں نے مشورہ کیا کہ بخشش نہیں دیں گے لیکن چلتے ہی لاری "بیمار" ہو گئی اور بمشکل ۲۴ گھنٹے میں مکہ معظمہ پہنچایا وہ بھی بخشش لیکر۔ ڈرائیور لاری کھڑی کر کے بیٹھ گیا کہ بخشش دیں۔ ہم میں سے ایک دوست نے کہا کہ اپنے سر کی ٹوپی اُتار کر ہر سواری کے آگے کرو تو اس میں بخشش ڈال دیں گے۔ ڈرائیور نے ٹوپی اُتاری اور ہر سواری کے آگے کر دی۔ چنانچہ ہر سواری کو ایک ایک

روپیہ دینا پڑا اور لاری کی "طبیعت" ٹھیک ہو گئی۔

اس قسم کی تکلیفیں سفر کی حالت میں اگرچہ بڑی گراں گزرتی ہیں لیکن حج کا سفر جس عظیم الشان شرف کا انسان کو مورد بناتا ہے اس کے مقابلہ میں یہ تکلیفیں بالکل بے حقیقت ہو کر رہ جاتی ہیں بلکہ آج ان کی یاد سے بجائے تکلیف کے ایک لطف سا محسوس ہوتا ہے۔ کیونکہ سفرِ حج تو عشقِ خدا اور عشقِ رسول کا مظہر ہوتا ہے۔ سو مدینہ سے واپس ہوتے ہوئے ہم اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے درود پڑھتے ہوئے نکلے ؎

یا رب صلّ علیٰ نبیّك دائماً
فی هٰذه الدنیا وبعثٍ ثانی

خاکسار ۲۶/۳/۶۶ کی شام کو مکہ معظمہ پہنچ گیا اور سامان معلم کے پاس رکھ کر اس کے ایک آدمی کے ہمراہ خانہ کعبہ کے طواف کے لئے گیا۔ طواف کرنے سے پہلے خانہ کعبہ پر نظر پڑتے ہی حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جو دعا کی تھی وہی دعا خاکسار نے کی کہ یا الٰہی تو نے اپنے حبیب پاکؐ سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ کعبہ شریف پر نظر پڑتے ہی جو دعا کی جائے قبول ہوتی ہے اسلئے یا الٰہی اپنے فضل و کرم سے خاکسار کی ٹوٹی پھوٹی دعاؤں کو قبول کرنا۔ معلّم کے آدمی نے ہم کو چار چکروں میں طواف کروا دیا۔ طواف کے بعد صفا اور مروہ پر سعی کی جو حج کرنے والے کے لئے ضروری ہے۔ طواف اور سعی کو عمرہ کہتے ہیں۔ اس کے بعد پھر خاکسار نے طواف کرنے کے لئے معلّم کو تکلیف دینی مناسب نہ سمجھی بلکہ خود ہی طواف کرتا رہا اور خدا کی دی ہوئی توفیق کے مطابق مسنون دعاؤں کا موقعہ ملتا رہا۔ ۴۴ دفعہ طواف کرنے کا موقع اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میسر آیا۔ الحمد للہ!

حجرِ اسود کو حج کے دنوں میں بوسہ دینے کے لئے بڑے عزم اور استقلال کی ضرورت ہے کیونکہ ہجوم بہت ہوتا ہے اور ہر بہن بھائی کی خواہش ہوتی ہے کہ میں ہی پہلے بوسہ دوں۔ کوئی کسی کی سنتا ہی نہیں چنانچہ ایک دفعہ محترم صوفی محمد رفیع صاحب فرمانے لگے کہ آج مجھے بھی لے چلو تا کہ میں بھی حجرِ اسود کو بوسہ دوں چنانچہ خانہ کعبہ جا کر ایک دو دفعہ کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکے اور کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے واپس آ گئے۔ لیکن خاکسار کو خدا تعالیٰ کے فضل سے دو دفعہ بوسہ دینے کا موقع میسر آیا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

زیارتِ مقاماتِ مقدسہ

اب ہمیں شدید خواہش پیدا ہوئی کہ مکہ معظمہ میں مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کی جائے۔ لیکن یہ دیکھ کر بہت دکھ ہوا کہ عرب کی نئی پود کو مقدس مقامات کا پتہ ہی نہیں۔ بڑی مشکل سے مقدس مقامات کا پتہ چلا۔ مکہ معظمہ میں مقدس مقامات یہ ہیں۔ مسجد حرمین شریف کے علاوہ حضورؐ کا آبائی مکان۔ جنت المعلیٰ قبرستان جس میں حضرت خدیجہؓ اور حضورؐ کے دادا حضرت عبد المطلب کی قبریں ہیں۔ مسجد جنّ جس کے متعلق مشہور ہے کہ سورۃ جنّ یہاں نازل ہونی شروع ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ مسجد حضرت صدیقؓ، مسجد حضرت امیر حمزہؓ، مسجد حضرت

بلالؓ، غارِ حرا اور غارِ ثور ہیں۔ مسجد حضرت بلالؓ پہاڑی پر واقع ہے۔ یہ پہاڑی وہ ہے جس پر حضورؐ نے چڑھ کر پہلی دفعہ مکہ معظمہ کے قبیلوں کو بُلا کر اپنی نبوت کا اعلان کیا تھا۔ یہ مسجد ۲۵۰ سیڑھیاں اونچی ہے۔ مندرجہ بالا مساجد میں اللہ تعالیٰ نے نمازیں پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ الحمد للہ۔

غارِ حرا مکہ معظمہ سے تین چار میل کے فاصلہ پر ہے۔ اس پہاڑ کا نام اب جبل نور ہے۔ اس کی چڑھائی قریباً دو میل ہے اور چوٹی پر چڑھ کر خاکسار کے اندازہ کے مطابق پھر ایک طرف ڈیڑھ دو صد فٹ نیچے اتر کر ایک تنگ راستہ سے گزر کر جس میں آدمی پھنس کر گزر سکتا ہے طے کرنے کے بعد آگے پندرہ بیس فٹ پر غارِ حرا ہے۔ غارِ حرا جُوں کا توں ہے اور غار کے اندر ہموار جگہ پر صرف ایک آدمی ہی کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے۔ غار میں نفل پڑھنے کے علاوہ چھ دفعہ قصیدہ پڑھنے کی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ دو جہان کے سردار پر اپنی بے شمار رحمتیں نازل فرماتا رہے کہ حضورؐ کس طرح اس کٹھن اور مشکل راستہ سے ہوتے ہوتے اس غار میں تشریف فرما ہو کر تمام جہان کی فلاح اور بہبود کے لئے دعائیں کرتے رہے جو بارگاہ ربّ العزت میں مقبول ہو کر تمام جہان کے لئے نورِ نبوت نازل ہونے کا باعث بنیں۔

ذی الحج کی آٹھویں تاریخ کو مکہ معظمہ سے حج کے لئے روانگی ہوتی ہے۔ قریباً سات آٹھ میل کے فاصلہ پر جا کر منیٰ کے مقام پر قیام کرنا ہوتا ہے۔ منیٰ کے مقام پر خیموں وغیرہ کا معلموں نے انتظام کیا ہوا ہوتا ہے۔ یہاں ظہر کی نماز سے پہلے پہنچنا ضروری ہے کیونکہ منیٰ کے مقام پر پانچ نمازیں پڑھنی ضروری ہیں۔ نویں ذی الحج کو صبح کی نماز پڑھ کر منیٰ کے مقام سے چل کر عرفات کے میدان میں پہنچنا ہوتا ہے۔ ظہر اور عصر کی نماز وہاں پڑھنی ہے۔ عرفات کے میدان میں ٹھہرنا ضروری ہے جس کو عربی میں وقوف کہتے ہیں۔ مغرب سے پہلے پہلے اگر عرفات کے میدان میں پہنچ کر دس منٹ بھی آدمی ٹھہر جائے تو اس کا حج ہو گیا۔ یہاں ایک مسجد ہے جس کا نام نمرہ ہے۔ اس مسجد میں کسی سال وقت کا بادشاہ اور کسی سال علماء میں سے کوئی ایک آ کر خطبہ حج پڑھتے ہیں۔ نزدیک ہی ایک پہاڑ ہے جس کا نام ہے جبل رحمت۔ اسکے متعلق روایتیں ہیں کہ حضرت آدمؑ کی جنت سے نکالے جانے کے بعد اس پہاڑ پر دعا توبہ قبول ہوئی تھی۔ اور حضرت آدمؑ اور مائی حوا نے ایک دوسرے کو پہچانا تھا۔ (واللہ اعلم بالصواب) اس پہاڑ پر سردارِ دو جہانؐ نے دعا کی تھی اسلئے حاجیوں کے لئے جبل رحمت پر دعا کرنا ضروری ہے۔

شام سے پہلے پہلے اس میدان سے نکل کر تین چار میل پیچھے ہٹ کر مزدلفہ کے مقام پر رات گزارنی ہوتی ہے۔ اس مقام پر ایک مسجد ہے جس کا نام مشعر الحرام ہے یہاں مغرب اور عشاء کی نماز جمع کر کے پڑھنی ہوتی ہے اور مزدلفہ کے میدان ہی سے منیٰ کے مقام پر شیطانوں کو کنکریاں مارنے کے لئے اکٹھی کرنی ہوتی ہیں اور صبح کی نماز پڑھ کر پھر منیٰ کے مقام پر پہنچ کر سامان اپنے ڈیرے پر رکھ کر رمی جمار کی جاتی ہے یعنی تین ٹیلوں پر کنکر مارے جاتے ہیں۔ ان ٹیلوں کے نشان بنے ہوئے

ہیں اور ان کے نام یہ ہیں۔ جمرۃ (ٹیلہ) الاولیٰ، جمرۃ الوسطیٰ، جمرۃ العقبیٰ۔ ان تینوں جمروں کے درمیان ایک فرلانگ کا فاصلہ ہوگا۔ آج دسویں ذی الحج ہے اور آج جمرۃ العقبیٰ کو سات کنکریاں مار کر قربانی کرنی ہے آپ حسب منشاء جانور لے لیں اور قربانی کریں قربانی کرنے کے بعد سر منڈوا کر اور نہا دھو کر احرام کھول دیں اور عام کپڑے روزمرہ کے پہن لیں اور بلا تاخیر مکہ معظمہ کو طواف و زیارت کے لئے روانہ ہو جائیں اور طواف و زیارت کر کے پھر منیٰ کے مقام پر واپس آجائیں اور رات منیٰ کے مقام پر ہی قیام کریں۔

دوسرے دن گیارہ ذی الحج کو زوال کے بعد نمبروار تینوں عقبوں کو سات سات کنکریاں ماریں اور اپنی قیام گاہ پر آجائیے۔ اگلے دن پھر بارہ ذی الحج کو زوال کے بعد ترتیب کے ساتھ تینوں عقبوں کو کنکریاں ماریں۔ اب ہم حج سے فارغ ہوگئے۔ اب جہاں چاہیں جائیں کوئی روک نہیں۔

منیٰ کے مقام پر ایک مسجد ہے جس کا نام ہے مسجد خیف۔ اس مسجد والی جگہ میں سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے خیمہ لگوایا تھا۔ مسجد کے اندر خیمے والی جگہ علیحدہ بطور نشان دکھائی ہوئی ہے۔

اگر انسان خالصۃً فریضہ حج بیت اللہ کی نیت سے جائے تو خاکسار کا تجربہ شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ایسے سامان بناتا چلا جاتا ہے کہ انسان کی عقل حیران رہ جاتی ہے۔ خاکسار اور خاکسار کے ایک بزرگ ساتھی کوئی بھی پاکستانی روپیہ لیکر نہیں گئے۔ لیکن باوجود اس بات کے کہ امسال گورنمنٹ نے وہاں خرچ کے لئے بہت کم روپیہ دیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ ایسے سامان بناتا چلا گیا کہ ہمیں کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی۔ مثلاً خاکسار جب کراچی پہنچا تو میرے پندرہ دن کے قیام طعام کا خرچ خدام الاحمدیہ کراچی نے برداشت کیا اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ جہاز پر چڑھتے ہوئے خاکسار قریباً خاکسار خالی ہاتھ تھا لیکن جہاز کے ایک عزیز دوست نے خاکسار کو عرب کا سکہ ۹ ریال دے دیئے۔ جب مدینہ منورہ پہنچے تو مکان مفت مل گیا۔ پھر جب مکہ معظمہ میں آیا تو صرف ۲۲/- روپے میں مکان مل گیا۔ یہاں سے جاتے ہوئے حاجی دوستوں نے کہا تھا کہ مکہ معظمہ میں حصہ رسدی یکصد روپیہ سے کم میں مکان نہیں ملے گا۔ جب قربانی کا موقع آیا تو سات احمدی حصہ دار مل گئے اور گائے لے لی جس سے کافی بچت ہوگئی پھر مکہ شریف میں ایک ہمراہی دوست نے خاکسار کو کچھ رقم دے دی۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ کلکتے سے ایک عزیز دوست محمود احمد صاحب حج کے لئے آئے ہوئے تھے انہوں نے جب اخبار میں پڑھا کہ خاکسار بھی حج پر آرہا ہے تو ان کی ہمشیرہ صاحبہ نے کہا کہ میری طرف سے محمد رمضان کو یکصد روپیہ بطور ہدیہ دے دیں۔ چنانچہ انہوں نے ایک صد روپیہ اپنی ہمشیرہ کی طرف سے اور ایک صد روپیہ اپنی طرف سے بطور ہدیہ عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان بہن بھائیوں کو اپنے فضل و کرم کے سایہ تلے رکھے۔ آمین

جب جہاز سے کراچی بندرگاہ پر اترا تو کسٹم والوں سے فوراً نجات مل گئی۔ ہمارے پاس کسٹم والی کوئی چیز تھی ہی نہیں۔ لیکن مکرم محترم صوفی محمد رفیع صاحب

کے صاحبزادے کی وجہ سے کسٹم میں گھنٹوں بیٹھنے سے جلد چھٹکارا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے قلیوں وغیرہ کا خرچ بھی صوفی صاحب نے دیا اللہ تعالیٰ صوفی صاحب کو بھی جزائے خیر دے' آمین۔

جب کسٹم سے باہر نکلا تو مکرم چوہدری محمد اکرم صاحب بہوڑو والے جو ان دنوں کراچی میں رہتے ہیں' ان کے صاحبزادے عزیزم آفتاب احمد صاحب صوفی محمد رفیع صاحب کو ملنے کا رپورٹ آئے ہوئے تھے صوفی صاحب نے ان کو کہا کہ محمد رمضان کو مع سامان موٹر میں بٹھا کر احمدیہ ہال میں پہنچاؤ۔ چنانچہ چند منٹوں میں بغیر کسی خرچ کے خاکسار احمدیہ ہال پہنچ گیا۔

بالآخر عازمین حج سے یہ گزارش کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جن دوستوں کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حج بیت اللہ کی توفیق ملے وہ دوست حکومت کی طرف سے مقرر کردہ قواعد کی پوری پوری پابندی کرتے ہوئے خالصۃً حج بیت اللہ کی نیت کریں۔ اللہ تعالیٰ اُن کا ہر طرح معاون اور مددگار ہوگا اور کسی قسم کی تکلیف اور مشکل کا سامنا نہ ہوگا' انشاء اللہ۔

مَیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہ اس نے اس نابکار اور گناہوں سے بھرپور کو یہ سعادت عطا فرمائی کہ فریضۂ حج بیت اللہ کا موقع عطا فرمایا۔ اور ان مقدس جگہوں پر چلنے پھرنے اور دُعا کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ جن جگہوں پر اس کے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ نبی اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قدم رنجہ فرماتے رہے۔

اب مَیں اس مضمون کو ختم کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہوں کہ وہ اپنے فضل و کرم سے میری پردہ پوشی فرماتے ہوئے انجام بخیر کرے' آمین۔

اللّٰھمّ صلّ علیٰ محمّدٍ وعلیٰ اٰل محمّد وبارک وسلّم انّک حمیدٌ مجید +

اشاعت اسلام اور تلوار (بقیہ ص۲۵)

آبِ حیات کی پیاسی روحیں اپنے اپنے ظرف کے مطابق ہر زمانہ میں اس شیریں چشمہ سے سیراب ہونگی۔ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک مقدس انسان کے ذریعہ یہ زندگی بخش جام ہمیں عطا فرمایا ہے۔ پس ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اس نعمتِ غیر مترقبہ کی قدر کریں اور دل وجان سے اسے محبوب جانیں کیونکہ آج اسی کے ذریعہ ہم اسلام کی حفاظت سے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں +

اھلاً و سھلاً و مرحبا

سفرِ مری کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی ربوہ میں آمد کے موقعہ پر!

(محترم نسیم سیفی سابق رئیس التبلیغ مغربی افریقہ)

مژدۂ رحم و کرم بادِ صبا لائی ہے
آپ آئے ہیں تو گلشن پہ بہار آئی ہے

اہلِ ربوہ کے شب و روز تھے بے کیف اداس
اب کہیں قلبِ پریشاں میں جان آئی ہے

گو اذانوں کی صدائیں تو وہی تھیں لیکن
ذوقِ سجدہ نے مگر آج جِلا پائی ہے

سر بکف آپ کے کوچے میں رہیں گے تا مرگ
ہم تو وہ ہیں کہ وفاؤں کی قسم کھائی ہے

آپ تھے ہم سے جُدا ہو کے یقیناً بیتاب
جذبۂ عشق کی کیا خوب پذیرائی ہے

فرقتِ یار میں تھی ایسی پریشاں نظری
جیسے دل پہ مرے یادوں کی گھٹا چھائی ہے

پیشوائی کے لئے ابرِ بہار آیا ہے
آپ آئے ہیں تو ربوہ کو قرار آیا ہے

مرحبا آپ کی آمد تو ہے رحمت کا نزول
آپ کے آنے سے ہر شے پہ نکھار آیا ہے

اِک نظر ہو کہ علاجِ غمِ دل ہو ساقی
آپ کی بزم میں اِک سینہ فگار آیا ہے

آپ آئے ہیں تو ہر راہگذر ہے نازاں
اور ہر کوئی سرِ راہگذار آیا ہے

بات سچ ہے کہ مکیں سے ہے مکاں کی رونق
ہر درو بام پہ کیا رنگِ بہار آیا ہے

حلقۂ موجِ تلاطم تھی جُدائی کی گھڑی
جذبۂ شوق مگر یار اُتار آیا ہے

دلِ بیتاب کو تسکیں کی نوید آئی ہے
مرحبا منتظرِ شوق، کہ عید آئی ہے

میرے بھائی تبلیغ کو جا رہے ہیں —!

مندرجہ ذیل نظم حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل نے خاکسار کی تحریک پر برادرم داؤد احمد حنیف مبلغ مغربی افریقہ کی الوداعی پارٹی کے لئے رقم فرمائی جس میں حضرت صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے شامل ہوئے۔

یہ نظم حضرت قاضی صاحب کی اجازت سے قارئینِ خالد کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔

(محمد حسین متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ)

یہ قرآں سنانے چلے جا رہے ہیں
یہ حکمت سنانے چلے جا رہے ہیں

رہِ حق بتانے چلے جا رہے ہیں
پیامِ خداوند پہنچا رہے ہیں

میرے بھائی تبلیغ کو جا رہے ہیں

فدا کار ہیں یہ بشیرِ دوسرا کے
دل و جان سے ہو چکے ہیں خدا کے

یہ میکش ہیں خمخانۂ میرزا کے
جو مَے پی رہے اور وں کو پلا رہے ہیں

میرے بھائی تبلیغ کو جا رہے ہیں

خلافت کی برکات کا ہے کرشمہ
کہ جاری ہے فیضانِ احمدؐ کا چشمہ

نگاہیں جو آنکھوں پہ روحانی چشمہ
تو دیکھیں کہ سب ہی ادھر آ رہے ہیں

میرے بھائی تبلیغ کو جا رہے ہیں

ہاتھ میں ہے قرآن لب پر دعائیں
ہدایت کے پھیلانے کی التجائیں

ہے خواہش کہ انساں کو حق سے ملائیں
یہی ولولے ان کو تڑپا رہے ہیں

میرے بھائی تبلیغ کو جا رہے ہیں

یہ داؤد احمد میرے پیارے بھائی
ادا ان کی مجھ کو نہایت ہے بھائی

بہت خوب ہے ان کے دل میں سمائی
کہ ول احمدی کا سب خدا کی خدائی

سلامت رہیں اور سلامت ہی آئیں
میرے بھائی تبلیغ کو جا رہے ہیں

اشاعتِ اسلام ـــــ اور ـــــ تلوار

(از منور احمد صاحب ۔ کودووال ۔ ضلع سیالکوٹ)

دینِ اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا میں ظاہر ہوا اور تھوڑے ہی عرصہ میں اپنی فطرتی اور دلوں کو موہ لینے والی تعلیم کی وجہ سے دنیا کے بہت بڑے حصہ میں پھیل گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام زندگی اسی دین کی اشاعت و تعلیم میں گزار دی۔ اسی تگ و دو میں آپؐ نے دشمنانِ اسلام کے ہاتھوں سخت سے سخت مصائب برداشت کئے بلکہ اپنا پیارا وطن تک چھوڑا اور ان زبردست اور شدید جنگوں کے باوجود جو دشمنوں کی طرف سے آپؐ پر مسلّط کر دی گئی تھیں آپؐ نے اسلام کا دفاع کیا۔ انہی دفاعی جنگوں کی وجہ سے کچھ لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے کہ مذہب اسلام کی اشاعت صرف تلوار ہی کی رہینِ منّت ہے۔ چنانچہ اس وقت دنیا میں تقریباً دو قسم کے نظریات کے حامل لوگ پائے جاتے ہیں۔

پہلی قسم کے لوگ یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگیں جارحانہ تھیں اور انہی جارحانہ جنگوں کے ذریعہ لوگ مسلمان ہوتے چلے گئے یعنی اسلام بزورِ شمشیر پھیلا ہے۔ دوسری قسم کے لوگوں کی تحقیق کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشاعتِ اسلام کی غرض سے کبھی بھی ہاتھ میں تلوار نہیں لی اور آپؐ نے جتنی جنگیں بھی لڑیں وہ سب مدافعانہ جنگیں تھیں۔ اس وقت ہمیں اس دوسری قسم کی تحقیق کے متعلق ہی چند ایک آراء کا بیان کرنا مقصود ہے۔

(۱)

جناب پنڈت گیا بیندر صاحب دیو شرما شاستری اپنی ایک تقریر میں فرماتے ہیں :۔

"اکثر متعصب مخالفینِ اسلام خصوصاً گمراہ کن پروپیگنڈا کرنے اور ملک میں آتشِ فتنہ و فساد بھڑکانے والے کہا کرتے ہیں کہ حضرت محمدؐ صاحب مدینہ جا کر طاقت و قوت حاصل کر کے اپنی اس بناوٹی تعلیمِ رحم و مروّت کو باقی نہ رکھ سکے بلکہ اپنی زندگی کے اہم مقصود (طلب دنیا، حکومت و مرتبہ، مال و دولت وغیرہ) کے حصول کے لئے بڑے زور کے ساتھ تلوار و قوّت کا استعمال کیا بلکہ ایک خونی پیغمبر بن کر دنیا میں تباہی و بربادی مچائی اور اپنے اس بناوٹی صبر و ضبط کی میعاد سے گزر گئے۔ لیکن یہ ان کوتاہ بین مخالفوں کی (جن کو خواہ مخواہ کا بغض اسلام اور مسلمانوں سے ہے) تنگ نظری اور کج باطنی اور بے ایمانی کا پردہ ہے جو ان کی نگاہوں پر

پڑا ہوا ہے اور بجائے نور کے نار، حسن کے قبح، اچھائی کے برائی ہی کی تلاش کرتے رہتے ہیں اور ہر ایک خوبی کے اعلیٰ مرتبہ و تعلیم کو ایسی بری شکل و صورت میں پیش کرتے ہیں جن سے اُن کی بدباطنی اور سیاہ قلبی کا بخوبی پتہ چلتا ہے۔"

پھر فرماتے ہیں :-

"مخالفین اندھے ہیں، ان کو نظر نہیں آتا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم۔ناقل) کی تلوار رحم و مروت تھی، دوستی اور درگذر تھی جو مخالفین پر پورے طور پر کارگر ہوتی اور اُن کے قلب کو پاک و صاف کر کے مثل آئینہ بنا دیتی جس کی کاٹ اس مادی تلوار سے بڑی زبردست اور تیز ہوتی۔"

(۲)

جناب ایڈیٹر صاحب "ست اُپدیش" لاہور تحریر فرماتے ہیں :-

"لوگ کہتے ہیں کہ اسلام شمشیر کے زور سے پھیلا مگر ہم اُن کی اِس رائے سے موافقت کا اظہار نہیں کر سکتے۔ کیونکہ زبردستی سے جو چیز پھیلائی جاتی ہے وہ جلدی ظالم سے واپس لی جاتی ہے۔ اگر اسلام کی اشاعت ظلم کے ذریعہ سے ہوئی ہوتی تو آج اسلام کا نام و نشان بھی باقی نہ رہتا۔ لیکن نہیں۔ ایسا نہیں ہے! بلکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ اسلام دن بدن ترقی پر ہے کیوں؟ اس لئے کہ بانی اسلام کے اندر روحانی شکتی تھی، منش ماتر کے لئے پریم تھا۔ ان کے اندر محبت اور رحم کا پاک جذبہ کام کر رہا تھا، نیک خیالات ان کی رہنمائی کرتے تھے۔"

(۳)

پروفیسر رام دیو صاحب اخبار پرکاش میں لکھتے ہیں :-

"یہ غلط ہے کہ اسلام محض تلوار سے پھیلا ہے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ اشاعتِ اسلام کے لئے کبھی تلوار نہیں اُٹھائی گئی۔ اگر مذہب تلوار سے پھیل سکتا ہے تو آج کوئی پھیلا کر دکھا دے۔"

(۴)

مسٹر گاندھی رقمطراز ہیں :-

"میں جُوں جُوں اِس حیرت انگیز مذہب کا مطالعہ کرتا ہوں حقیقت مجھ پر آشکارا ہوتی جاتی ہے کہ اسلام کی شوکت تلوار پر مبنی نہیں۔"

(۵)

ڈاکٹر ڈی۔ ڈبلیو لائیٹر لکھتے ہیں :-

"فی الواقعہ ان لوگوں کی تمام دلیلیں رگر جاتی ہیں جو محض اِس بات پر قائم ہیں کہ جہاد کا مقصد تلوار کے ذریعہ سے

اسلام کا پھیلانا تھا کیونکہ بخلاف اس کے سورۂ حج میں صاف لکھا ہے کہ جہاد کا مدعا مسجدوں اور گرجاؤں اور یہودیوں کی عبادت گاہوں اور زاہدوں اور عابدوں کی خانقاہوں کو بربادی سے محفوظ رکھنا ہے۔" (ایشیاٹک کوارٹرلی ریویو۔ اکتوبر ۱۸۹۶ء)

(۶)

ایک سکھ جریدہ نگار تحریر کرتے ہیں:۔

"ابتداء میں آنحضرت کے مخالفین نے جب آپ کا جینا اجیرن بنا دیا تو آپ نے اپنے پیروکاروں سے کہا کہ اپنا وطن چھوڑ کر مدینے چلے جاؤ۔ یعنی اپنے کسی ہموطن بھائی پر ہاتھ اُٹھانے کی بجائے حضور نے اپنا وطن چھوڑنا منظور کر لیا لیکن آخر کار جب ان پر ظلم اور جبر کی حد کر دی گئی تو مجبوراً آپ نے اپنی اور اسلام کی حفاظت میں تلوار اٹھائی ...... یہ پرچار کہ دین کی اشاعت کے لئے جبر کرنا جائز ہے ان احمق لوگوں کا عقیدہ ہے جنہیں نہ دین کی سمجھ ہے نہ دنیا کی۔ وہ حقیقی سچائیوں سے دُور ہونے کی وجہ سے اس غلط عقیدہ پر فخر کرتے ہیں۔"

(۷)

پروفیسر آرنلڈ جو مدرسۃ العلوم علی گڑھ اور اورنٹیل کالج لاہور میں پروفیسر رہے اور یہاں سے فارغ ہونے کے بعد کیمبرج یونیورسٹی میں علوم شرقیہ کے پروفیسر مقرر ہوئے نے ایک کتاب "Preaching of Islam" لکھی ہے (اس کا اردو ترجمہ سرسید کی خواہش پر مولوی عنایت اللہ صاحب نے اُردو زبان میں کیا تھا جو "دعوتِ اسلام" کے نام سے شائع ہوا تھا۔ یہ حوالہ جات اسی اردو ترجمہ سے ماخوذ ہیں) اس کتاب میں انہوں نے ثابت کیا ہے کہ اسلام کسی جگہ اور کسی ملک میں بھی تلوار کے زور سے نہیں پھیلا اور نہ ہی قرآن کریم سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس شخص کو جو اسلام قبول نہیں کرتا جبراً اسلام میں داخل کر لیا جائے۔

اس کتاب میں سے چند اقتباسات درج ذیل ہیں:۔

پروفیسر موصوف اسلام کی اشاعت کے مختلف طریقوں پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"اسلام اپنے آغاز ہی سے کیا بلحاظ اصول اور کیا بلحاظ عمل ایک تبلیغی مذہب رہا ہے کیونکہ آنحضرت صلعم کی زندگی خود اسی تعلیم و تلقین کی مثال ہے اور آپ دعوۃِ اسلام کے اس طویل سلسلہ کے سربراہ ہیں جس نے منکروں کے دلوں میں اپنے دین کے لئے راستہ کھول دیا۔ اس کے علاوہ جابر کے ظلم اور متعصب کے قہر و غضب میں تبلیغ اسلام کی شہادتوں کو تلاش کرنا ایسا ہی فضول کام ہے جیسے کہ ایک خیالی شخص کے کاموں میں جبر کی نسبت

خیال ہو، ایک اسلامی جنگجو تھا اور ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے میں تلوار! اس بات کو ڈھونڈنا عبث فعل ہوگا۔ بلکہ اشاعتِ اسلام کی تحریک کا نشان دعوۃ اسلام اور تجار کی خاموش کوششوں میں ملتا ہے جنہوں نے اسلام کو دنیا کے ہر گوشے میں پھیلایا!"
(دعوتِ اسلام صفحہ ۶)

پھر ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں:۔

"اسلام نے غیر مذاہب کے ایسے لوگوں کے ساتھ صلح کل کا طریقہ رکھا اور ان لوگوں کو مذہبی آزادی دی جنہوں نے اپنی حفاظت کے معاوضہ میں جزیہ ادا کیا..... گو مسلمانوں کی تاریخ کے صفحے اکثر ظلم کے ہنگاموں سے خون آلودہ ہیں لیکن بحیثیت مجموعی مسلمانوں کی سلطنت میں غیر مذہب کے لوگوں کو وہ مذہبی آزادی حاصل رہی جس کی نظیر یورپ میں ماسوائے زمانۂ حال کبھی موجود نہ تھی.... جبر و اکراہ سے غیر مذاہب کے لوگوں کو مسلمان بنانے کا حکم قرآن یا شریعت میں کہیں موجود نہیں۔" (دعوۃ اسلام صفحہ ۴۴۵-۴۴۷)

اسی کتاب میں آگے چل کر وہ لکھتے ہیں:۔

"قرآن میں کہیں کوئی ایسی عبارت نہیں ہے جو کسی طرح جبراً تبدیلی مذہب کا حکم صادر کرتی ہو۔ اس کے برعکس بہت سی آیات ایسی موجود ہیں جن سے داعیانِ مذاہب کی کوششیں صرف وعظ و نصیحت کی حد تک محدود کر دی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں یہ بھی دعویٰ کیا گیا ہے کہ قرآن کی کسی ایک آیت سے یہ استدلال نہیں نکلتا کہ کفار پر بغیر اس کے کہ خود کافر مسلمانوں کو حملہ کرنے پر مجبور کر دیں حملہ کیا جائے۔ پس اس وجہ سے آنحضرت صلعم نے جس قدر لڑائیاں لڑیں وہ اقدامی نہ تھیں بلکہ دفاعی تھیں۔" (دعوتِ اسلام صفحہ ۴۵۵)

اسلام کو ایک خونریز مذہب ثابت کرنے میں سارا قصور عیسائی پادریوں، مؤرخین اور مصنفین کا بھی نہیں ہے بلکہ اگر بنظرِ عمیق مطالعہ کیا جائے تو اس کے سب سے زیادہ ذمہ دار وہ سیاسی علماء ہیں جنہوں نے محض اپنی حرص و آز کو پورا کرنے کے لئے قرآن کریم کی آیات کی ایسی غیر ذمہ دارانہ تفسیریں کیں اور ایسے فتاویٰ دیئے جنہوں نے بیک جنبشِ قلم اسلام کو امنِ عالم کے سب سے بڑے علمبرداروں کی صف سے ہٹا کر انتہائی خونریز اور ظالم قوموں کی صف میں لیجا کر کھڑا کر دیا۔ پروفیسر آرنلڈ بھی اس بات کو صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ اپنی اسی تصنیف میں لکھتے ہیں:۔

"یہ مسلمان شارح اور مفسرین کا طفیل ہے کہ جہاد کے معنے مذہبی جنگ کے ہو گئے جو کفار سے لڑی جائے اور بغیر اسکے کہ وہ کچھ ستائیں ان پر حملہ کرنا جائز ہو

مگر یہ اصول ایسا ہے کہ اسلام نے اس کو ہرگز جائز نہیں رکھا۔ اگر قرآن سے یہ اصول کسی طرح نکل بھی سکتا ہے تو صرف اس طرح کہ مختلف آیات کے ٹکڑے علیحدہ لے لئے جائیں اور بغیر فحوائے کلام پر نظر کیے اور بغیر ان خاص حالات کو سمجھے جن میں وہ آیات نازل ہوئیں اور جن سے ان کو تعلق تھا معنے کئے جائیں۔ لیکن پھر بھی ان سے یہ مراد نہیں لی جا سکتی کہ جنگ کرنے کے لئے آنے والی نسلوں کے حق میں بطور مذہبی نصائح حکم ناطق مقصود ہوں۔ گو کافروں کے ساتھ بغیر اشتعال کے لڑائی کرنا بعض شارح نے جائز سمجھا ہو لیکن زبردستی مسلمان کرنے کے متعلق جہاں تک میں نے تحقیق کیا ہے کسی شارح نے اس کو جائز نہیں سمجھا۔ بلکہ ہمیشہ مفتوحین کے اس حق پر زور دیا ہے کہ جزیہ ادا کرنے کے بعد وہ اپنے مذہب پر قائم رہ سکیں"

(دعوۃ اسلام صفحہ ۲۶۶-۲۶۷)

جیسا کہ خاکسار راقم الحروف پہلے لکھ چکا ہے کہ اسلام کو ایک ظالم مذہب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خونی پیغمبر ثابت کرنے میں صرف عیسائیوں ہی کا حصہ نہیں بلکہ ان بڑے بڑے خود غرض اور سیاسی جُبّہ پوش علماء کا زیادہ حصہ ہے جنہیں اس گردش لیل و نہار میں اپنی نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کی ہوس ہر لمحہ دامنگیر رہتی ہے۔ اس کی ایک بدترین مثال ذیل کے حوالہ سے بھی عیاں ہے جو ایک مدعی "مزاج شناس رسول" کے قلم کے مرہونِ منت ہیں:۔

"جب وعظ و تلقین کی ناکامی کے بعد داعیٔ اسلام نے ہاتھ میں تلوار لی ... تو دلوں سے رفتہ رفتہ بدی و شرارت کا زنگ چھوٹنے لگا طبیعتوں سے فاسد مادے خود بخود نکل گئے۔ روحوں کی کثافتیں دور ہوگئیں اور صرف یہی نہیں کہ آنکھوں سے پردہ ہٹ کر حق کا نور صاف عیاں ہوگیا بلکہ گردنوں میں وہ سختی اور سروں میں وہ نخوت بھی باقی نہیں رہی جو ظہور حق کے بعد انسان کو اس کے آگے جھکنے سے باز رکھتی ہے عرب کی طرح دوسرے ممالک نے بھی جو اسلام کو اس سرعت سے قبول کیا کہ ایک صدی کے اندر چوتھائی دنیا مسلمان ہوگئی تو اس کی وجہ بھی یہی تھی کہ اسلام کی تلوار نے ان پردوں کو چاک کر دیا جو دلوں پر پڑے ہوئے تھے"

انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون۔

یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل اور احسان ہے کہ اس نے خود اپنے مقدس کلام کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے اور

اِک شامِ غریباں جو شامِ سُہانی بن گئی!

(محترم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال تحریک جدید)

٧ اپریل سنہ ١٩٦٦ء کو خاکسار اپنے ایک فرزند فضل احمد کے ہمراہ چنیوٹ کے جلسہ سیرۃ النبیؐ میں شمولیت کے لئے جا رہا تھا کہ مسجد محمود ربوہ کے پاس شہد کی بڑی مکھیوں نے مجھے گھیر لیا۔ نوبت بے ہوشی تک پہنچی تو میرے بیٹے ظفر احمد نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کو دعا کے لئے سارا ماجرا لکھ بھیجا۔ حضور نے ازراہِ شفقت فوراً صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کو غریب خانہ پر بھجوا دیا جن کی ایک ڈوز سے اللہ تعالیٰ کا فضل ہو گیا۔ اس واقعہ کو منظوم صورت میں عرض کیا جاتا ہے:-

---

اِک شامِ غریباں کی سُنو رام کہانی — جس تن پہ وہ گزری ہے اُسی تن کی زبانی

اِک نورِ نظر ساتھ لئے گھر سے مَیں نکلا — چنیوٹ کی مسجد میں تھی اک بزم سجانی

دو چار قدم مسجد محمود سے آگے — تھی سبز بکائن کی جہاں چھاؤں سہانی

معلوم نہیں کب سے وہاں تاک میں میری — غصے میں بھری بیٹھی تھی شیطان کی نانی

اِک آن میں پہنچی وہ کمک لیکے وہاں پہ — اور کرنے لگی سر پہ مرے زمزمہ خوانی

فضلی نے تو جان اپنی ہرن بن کے بچائی — ممکن نہ رہی میرے لئے نقل مکانی

بادل کی طرح فوجِ سیاہ فام تھی سر پہ — اس قوم کو مجھ سے تھی عداوت بھی پُرانی

اِک سمت تھا بے چارہ تہی دست مسافر — اور دوسری جانب تھی کٹاروں کی روانی

بہتیرا کہا مَیں نے کہ مَیں غیر نہیں ہوں — داڑھی ہے مری دیکھئے اپنوں کی نشانی

ہوتا گیا حملہ کا مگر زور فزوں تر — شیطان کی نانی نے مری ایک نہ مانی

نشتر کبھی گردن کبھی پہلو میں چبھویا — گویا کہ مجھے ختم ہی کرنے کی تھی ٹھانی

ٹوپی مری لہرا کے گری دور زمیں پہ — جوتوں کی بھی ہونے لگی محسوس گرانی

ہر چیز مری جیب سے بھاگی یُوں اُچھل کر — گویا کہ ضروری تھی اُسے جست لگانی

جھٹکا کبھی پٹکا کبھی سہلایا بدن کو — اِس سے نہ زیادہ مرے کام آئی جوانی

احباب وفا کیش رہے دُور ہی سہمے — رُسوا مجھے کرتا رہا جب دشمن جانی

اتنے میں سُجھایا مرے اللہ نے مجھ کو — دُھوئیں سے بڑی ڈرتی ہے شیطان کی نانی

موجود تھے جتنے بھی تماشائی وہاں پر — گویا ہوا اُن سے میں بصد ہیچمدانی

اخبار کے اوراق جلاؤ مرے پیارو — مشکل ہوئی جاتی ہے مجھے جان چھڑانی

دُھوئیں کا نکلنا تھا کہ بھاگیں وہ چڑیلیں — صد شکر کہ کام آئی یہ ترکیب دُخانی

گو بچ تو گئی جان مری فضلِ خدا سے — لیکن مری رگ رگ میں تھا آزار نہانی

اِک مارگزیدہ کی طرح گھر کو میں لوٹا — ہوتی رہی محسوس مجھے زہر فشانی

صد شکر مجھے مل گئے پرویز سرِ راہ — اوجھل ہوئی آنکھوں سے جو منزل کی نشانی

پہنچایا مجھے گھر پہ دریں حال کہ مجھ کو — احساس مکانی تھا نہ احساسِ زمانی

تحصیلِ دُعا کے لئے لکھ بھیجی ظفر نے — دربارِ خلافت میں مری رام کہانی

آقا کی محبت کے میں قربان کہ فوراً — سُنتے ہی زبوں حالئ خادم کی کہانی

بھیجا میاں طاہر سا معالج مرے گھر پہ — محدود نہیں جن کی یہاں فیض رسانی

دی ہومیو پیتھک کی مجھے ڈوز انہوں نے — کافور ہوا تن سے ہر اک دردِ نہانی

شبّیر یہ خوش بختی ہے تیری کہ بالآخر،
یُوں شامِ غریباں بنی اِک شامِ سُہانی!

"شاید کہ کسی دل میں اُتر جائے مری بات"

(ارشاد اعزازی صاحب ۔ لاہور)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایسی عقل عطا فرمائی ہے جو بہت سے امور میں سچ اور جھوٹ کی پہچان کر لیا کرتی ہے۔ بعض امور ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے لئے بڑی وسیع تحقیق کی ضرورت محسوس ہوا کرتی ہے لیکن بعض چیزیں ایسی بھی ہوتی ہیں کہ ان کا فرق اظہر من الشمس ہوتا ہے۔ مثلاً اگر لکڑی کے برادہ اور سونے میں فرق کرنے کو کہا جائے تو اس کے لئے کسی کسوٹی یا لمبی چوڑی چھان بین کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ہر آدمی ان کو صرف ایک نظر دیکھ کر ہی بتا دے گا کہ سونا کونسا ہے اور لکڑی کا برادہ کونسا۔ بعینہٖ انبیاء کی صداقت کی پہچان کے لئے خدا تعالیٰ نے مختلف طریق رکھے ہوئے ہیں تاکہ لوگ اپنی اپنی عقل اور سمجھ کے مطابق اُن کو پرکھ کر ایمان لے آئیں۔ بعض طریق انبیاء کی صداقت کے پرکھنے کے ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کے لئے مطالعہ، غور و خوض یا کچھ حقائق کو پیش نظر رکھ کر فیصلہ کرنا پڑتا ہے لیکن چونکہ مذہب ہر کس و ناکس کیلئے ہے اسلئے کچھ طریق ایسے بھی ہوتے ہیں جو عام فہم انسانوں کے لئے ہوتے ہیں۔ قرآن مجید میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومنوں کی جماعت کی مثال ایسی ہی ہے جیسے نور۔ اور کفر کو ظلمت سے تشبیہ دیتا ہے۔ جس طرح روشنی اور تاریکی آپس میں مل نہیں سکتے اسی طرح کفر اور ایمان ایک جگہ اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ قرآن مجید میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم غور کیوں نہیں کرتے، کیا اندھے اور بینا برابر ہو سکتے ہیں؟ یہ وہ دلیل ہے جو فطرتِ انسانی قبول کرتی ہے۔ اس دلیل کو سمجھنے کے لئے کسی خاص علم کی ضرورت نہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے لئے یہی دلیل کافی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ کاذبوں کے مُنہ اور ہوتے ہیں اور صادقوں کے اور۔ آپ یہ جانتے تھے کہ یہ سچا مُنہ ہے اس سے جھوٹ کبھی نکل ہی نہیں سکتا۔ حضرت ابوبکرؓ خود فرماتے ہیں کہ جب میں نے سُنا کہ آپؐ نے دعویٰ نبوت کیا ہے تو مجھے ایمان لانے میں ذرا بھی تذبذب نہیں ہوا کیونکہ آپؐ ۔ ۴۰ سال تک ہم میں رہے تھے اور ہمارا ایمان تھا کہ آپؐ مجسم سچائی ہیں، اسلئے کیسے ہو سکتا تھا کہ آپؐ اس معاملہ میں نعوذ باللہ دروغگوئی سے کام لیں گے۔ پس پہلی دلیل جو لوگوں کی فطرت کو اپیل کرتی ہے وہ کسی نبی کی دعویٰ سے قبل کی زندگی ہے۔ چنانچہ جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کو اس معیار پر پرکھتے ہیں تو ہمیں صاف دکھائی دیتا ہے کہ آپؑ کی دعویٰ نبوت سے پہلے کی زندگی اس قدر قابلِ رشک ہے کہ بے اختیار دل کہہ اُٹھتا ہے "تم مسیحا بنو خدا کے لئے"!

حقیقت یہ ہے کہ سچوں کے کام اور ہوتے ہیں اور جھوٹوں کے اور۔ سچے اپنے دعاوی میں تمام دنیا سے الگ ہوتے ہیں۔ وہ زمانہ کی رَو کے مخالف کوئی بات کہتے ہیں۔ زمانہ مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتا ہے مگر بات وہی پوری نکلتی ہے جو مامور من اللہ کے مُنہ سے نکلی ہوتی ہے۔ ایک جھوٹا شخص کبھی ایسا دعویٰ نہیں کر سکتا جس کے نتیجہ میں مصیبتوں کا پہاڑ اس پر ٹوٹ پڑے۔ صرف سچا انسان جس کا خدا تعالےٰ سے تعلق ہو ایسا کر سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب سے پہلے اِس مسیح کو مدفون ثابت کیا جو عام اسلامی عقیدہ کے مطابق زندہ آسمان پر موجود تھا۔ آپ کا یہ دعویٰ آپ کی صداقت کا ایک بہت بڑا ثبوت ہے۔ آپؑ کے اِس دعویٰ کے نتیجہ میں سارے مسلمان جو پہلے رات دن آپؑ کی تعریف میں رطب اللسان تھے یکایک آپ کے سخت دشمن بن گئے۔ آپؑ کو گالیاں دیں اور بہتان باندھے۔ لیکن آپؑ کے پائے ثبات میں ذرہ بھر بھی لغزش نہ آئی۔ آپؑ ایک چٹان کی طرح مضبوطی سے اپنے اس دعویٰ پر ڈٹے رہے اور آج یہ حالت ہے کہ خود عیسائی محققین اور دانشور مسلمان اپنے اس عقیدہ سے بیزاری کا اظہار کر رہے ہیں اور مسیح کو وفات یافتہ تسلیم کرنے پر مجبور ہیں۔ کیونکہ ان کی تحقیق انہیں اِس بات پر لے آئی ہے۔

سچا آدمی کبھی اپنے الفاظ واپس نہیں لیا کرتا کیونکہ وہ وہی کچھ کہتا ہے جو خدا تعالیٰ اُسے کہنے کے لئے بتاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی حال تھا۔ وہ اپنے دعویٰ میں ثابت قدم رہے۔ مصائب کی آندھیاں اُٹھیں، مخالفتوں کے طوفان بڑھے مگر آپ اپنے موقف پر ڈٹے رہے۔ یہ سچوں کی علامت ہوتی ہے۔ وہ مردانہ وار مخالفتوں کا مقابلہ کرتے ہیں اور اپنے دعویٰ کو دنیا سے منوا کر ہی دم لیتے ہیں۔

حضرت مرزا صاحب نے صرف مسلمانوں کو ہی اپنا دشمن نہیں بنایا بلکہ جب آپ نے حضرت عیسیٰؑ کو وفات یافتہ ثابت کیا تو عیسائی بھی آپ کے مخالف ہو گئے۔ پھر جب آپ نے کرشن ہونے کا دعویٰ کیا تو ہندو بھی آپؑ کے مخالف ہو گئے۔ پھر سکھوں کے بانی گورونانک کو مسلمان ثابت کیا تو سکھ بھی آپؑ کے دشمن بن گئے۔ غرضیکہ تمام ہندوستان آپ کا مخالف ہو گیا۔ ایک جھوٹا شخص کبھی ایسا کام نہیں کر سکتا۔ اس کے اندر اتنی جرأت ہی نہیں ہوتی کہ وہ لوگوں کو اپنا مخالف کرے۔ اس کا کاروبار صرف اسی صورت میں چمک سکتا ہے جب کہ وہ ایسی باتیں کہے جنہیں لوگ آسانی سے قبول کر لیں۔

حضرت مرزا صاحبؑ پر یہ الزام بھی لگایا جاتا ہے کہ آپؑ کو انگریزی حکومت نے مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لئے نبوت کا دعویٰ کرنے کو کہا۔ اس سے زیادہ اور مضحکہ خیز بات نہیں ہو سکتی۔ ایک طرف تو حکومت آپؑ کی جائداد کو ضبط کر لیتی ہے اور دوسری طرف وہ آپؑ کو ایسا کام کرنے کے لئے مقرر کرے۔ کیا ایسا ممکن ہے؟ حقیقت تو یُوں ہے کہ آپؑ فنافی اللہ اور فنافی الرسولؐ

تھے۔ آپ کو دنیا کی کچھ پرواہ نہیں تھی۔ آپ فرماتے ہیں ؎

مجھ کو کیا مُلکوں سے میرا ملک ہے سب سے جُدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار

آپ کے والد بزرگوار نے آپ کی دنیا سے بے رغبتی دیکھ کر آپ کا نام "مسیتڑ" یعنی مسجد میں گُھسا رہنے والا رکھا ہوا تھا۔ اکثر یادِ خدا میں مشغول رہتے تھے۔ سوچنے کی بات ہے کہ کس کی خاطر آپ نے سب کو اپنا دشمن بنایا اور ساری دُنیا میں ایک تہلکہ مچا دیا انگریزی حکومت کو آپ کے خلاف آپ کے دشمنوں نے بھڑکایا کیونکہ آپ نے سب سے بڑا چرکہ جو عیسائی مذہب کو لگایا تھا وہ یہ تھا کہ آپ نے حضرت عیسٰیؑ کو جسے وہ خدا کا درجہ دیتے تھے سرینگر کشمیر میں مدفون ثابت کیا۔ عیسائیوں کے تو ارادے یہ تھے کہ وہ پچاس سال کے اندر اندر سارے ہندوستان کو حلقہ بگوشِ عیسائیت کر لیں گے مگر آپ کے اس اعلان کے ساتھ ان کے مقاصد پر پانی پھر گیا۔ پھر آپ کے خلاف قتل کے مقدمات بنائے گئے۔ عیسائی، ہندو اور مسلمان سبھی اقوام نے مل کر آپ کو نیست و نابود کرنے کیلئے زور لگایا لیکن جوں جوں مخالفت بڑھتی گئی آپ کا ارادہ اور ایمان اور مضبوط ہوتا گیا یہاں تک کہ آپ نے فرمایا کہ اگر سب اقوام مل کر میرے خلاف تدبیریں کریں اور ان کے چھوٹے اور بڑے، عورتیں اور مرد، جوان اور بوڑھے سب کے سب مل کر بھی خدا تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر بد دُعا کریں یہاں تک کہ ناک گل جائیں اور شل ہو جائیں تب بھی اللہ تعالیٰ مجھے تباہ نہیں کرے گا۔ کیونکہ میرے قادر خدا نے روزِ ازل سے لکھ رکھا ہے کہ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ یعنی مَیں اور میرا رسول ہمیشہ غالب آتے رہیں گے۔ اگر آپ نعوذ باللہ جھوٹے تھے تو کیا خدا آپ کا مخالف نہیں تھا؟ دنیا نے ایک لاکھ چوبیس ہزار دفعہ یہ نظارہ دیکھا کہ ایک شخص گمنام وادی میں سے تن تنہا کھڑا ہوا، لوگ اُس کے مخالف ہوئے، حکومتوں نے اس کے دعویٰ کو پسند نہیں کیا۔ مگر اس کے باوجود اُس کی جماعت بڑھتی گئی۔ لوگ مخالفین سے کٹ کٹ کر اس کے ساتھ ملتے گئے۔ اور مصائب اور مشکلات کے باوجود وہ اپنے موقف پر ڈٹا رہا اور بالآخر کامیاب ہوا۔ ایسے لوگوں کو اپنی کامیابی کا پورا یقین ہوتا ہے، وہ اپنی طرف سے نہیں خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر اعلان کر دیتے ہیں کہ وہ دُنیا میں کامیاب و کامران ہوں گے۔ خدا تعالیٰ خود انہیں ہر مشکل کے وقت تسلّی دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی قدیم سے یہی سُنّت چلی آتی ہے اور آج ہم بھی یہی نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ جس وقت حضرت مرزا صاحبؑ تن تنہا تھے، قادیان کی گمنام بستی سے آپ نے اپنی آواز اُٹھائی آپ کی آواز کو مخالفوں نے دبانا چاہا، ہاں اُس وقت جب ہر طرف آپ کے خلاف طوفانِ بدتمیزی برپا تھا آپ نے اعلان کیا:۔

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"

آہستہ آہستہ خدا آپ کی جماعت کو بڑھاتا گیا۔ اور یہ احمدیت کا پودا آج ایک تناور درخت بن چکا ہے۔ جس کی شاخیں تمام روئے زمین پر پھیلی ہوئی ہیں اور اس میں کوئی مبالغہ نہیں کہ احمدیت کا سورج کبھی غروب نہیں ہوتا۔ پہلے زمانے کے سچے انبیاء کی مثالیں بھی ہمارے سامنے موجود ہیں اور جھوٹے نبیوں کی زندگیاں بھی ہمارے سامنے ہیں۔ کیا کوئی ایسی مثال پیش کی جا سکتی ہے کہ کوئی جھوٹا نبی اس قدر خدا پر افتراء باندھ کر بھی کامیاب ہو گیا ہو اور سارا زمانہ اس کے مقابل پر عاجز آ گیا ہو اور اُسے ہر میدان میں فتح نصیب ہوئی ہو؟

دوسری دلیل حضرت مرزا صاحبؑ کی صداقت کے بارے میں وہ آسمانی گواہی ہے جو چاند اور سورج نے دی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت چاند اور سورج کو ایک ہی ماہ میں گرہن لگے گا۔ اس طرح کہ چاند کو ۱۳ تاریخ کو گرہن لگے گا اور سورج کو ۲۸ تاریخ کو۔ ایسا واقعہ جب سے دُنیا بنی ہے کبھی پیش نہیں آیا۔ چنانچہ دُنیا گواہ ہے کہ یہ واقعہ ۱۸۹۴ء میں پوری شان و شوکت کے ساتھ ماہِ رمضان میں وقوع پذیر ہوا۔ وہ لوگ جو مسیح موعود کے زمانہ کے متعلق احادیث میں بیان کردہ پیشگوئیوں میں شک ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں ذرا زور لگا کر دیکھ لیں، اپنی ساری قوتوں کو جمع کر کے دیکھ لیں تب بھی وہ اس نشان کو نہیں مٹا سکیں گے جو آسمان پر آپ کی تائید میں ظاہر ہوا اور ہزاروں بلکہ لاکھوں لوگوں نے بچشمِ خود ملاحظہ کیا۔ اس قدر تائیدِ غیبی کے نشانات آپ پر اسقدر ظاہر ہوئے کہ جن کا کوئی شمار نہیں مگر وہ جو تعصب کی عینک چڑھائے بیٹھے ہیں اُنکو کچھ نظر نہیں آتا۔ وہ نشان پر نشان دیکھتے ہیں اور انکار کرتے چلے جاتے ہیں۔ ع

اِک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار

تائیدِ غیبی کی ایک اور مثال یہ ہے کہ زمین پر طاعون پھیلتی ہے تو ایک تباہی آ جاتی ہے مگر آپ کے غلاموں پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ آپ نے پہلے ہی اعلان کر دیا تھا کہ میرے ماننے والوں کو خدا تعالیٰ اس عذاب سے بچائے گا چنانچہ دنیا نے دیکھ لیا کہ آپ کے ماننے والے اس مہلک مرض سے محفوظ رہے۔

اے بھائیو جو ابھی تک اِس نعمت سے محروم ہو ایک دفعہ اس آواز کو سُنو تو سہی جو سرزمین قادیان سے بلند ہوئی۔ ذرا سوچو تو سہی کہ اگر یہ مسیح سچا ہوا تو آپ خدا کو کیا جواب دیں گے؟ کیا ایک مامور من اللہ کا انکار کر کے آپ خدا کے مقرب ہو سکتے ہیں؟ اور کچھ نہیں تو ایک آسان راہ آپ کو بتاتا ہوں، ایسا نسخہ جس کو ہزاروں لوگوں نے آزمایا اور درست پایا۔ ذرا تعصب کی عینک کو اُتار دیئے، سیدھے اور صاف دل کے ساتھ خدا کے حضور جھکئے اور اُسی سے حضرت مرزا صاحبؑ کے دعویٰ کے متعلق دریافت کیجئے۔ وہ دلوں کے بھید جاننے والا خدا، وہ بندوں پر از حد شفقت اور رحم کرنیوالا خدا ضرور آپ کی رہنمائی فرمائے گا۔ ع

اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

لطف الرحمن محمود
ایم۔ اے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیف

(قسط ۶)

۶۲۔ سائمن کمشن کے متعلق حضورؓ کی رائے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ گرانقدر مضمون ۸ دسمبر ۱۹۲۷ء کو رقم فرمایا جو ۲۲×۲۶/۸ سائز کے ۲۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ سنہ ۱۹۲۷ء میں سیکرٹری صیغہ ترقی اسلام قادیان نے شائع کیا۔ اس کتابچے میں حضورؓ نے مسلمانانِ ہند کی سائمن کمشن (۱۹۲۸ء) کے بارے میں صحیح راہ نمائی فرمائی۔ حضورؓ نے اس گراں قدر مقالے میں ایسی تدابیر پیش فرمائیں جن پر عمل پیرا ہو کر مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ یقینی ہو جاتا ہے۔ حضورؓ نے اس مضمون کے ذریعہ مسلمانانِ ہند کو بروقت بیدار کیا اور انہیں بتایا کہ وہ کن طریقوں پر عمل کر کے ہندوؤں کی منفی سرگرمیوں کے بد اثرات سے اپنے حقوق کی حفاظت کر سکتے ہیں۔ ان دنوں بعض مسلمان سیاست دانوں نے یہ رائے ظاہر کی کہ مسلمانوں کو اس کمشن کا بائیکاٹ کرنا چاہیئے۔ حضورؓ نے اس موقع پر مشورہ دیتے ہوئے فرمایا:۔

"مسلمان اس امر کو یاد رکھیں کہ اگر کمشن کا بائیکاٹ ہوا تو کمشن جو رپورٹ کرے گا وہ اپنے پہلے علم کی بناء پر کرے گا اور وہ الف سے لے کر یے تک ہندو لیڈروں کا دیا ہوا ہوگا۔ اس کی رپورٹ ایک ایک نقطہ میں مسلمانوں کے فوائد کے خلاف ہوگی۔ گویا مہا سبھا کی لکھوائی ہوئی ہوگی۔" (صفحہ ۱۶)

اس کے علاوہ بھی حضورؓ نے گرانقدر مشورے دیئے۔ یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ اس کتاب کی اشاعت اس رقم سے کی گئی جو تعلیم الاسلام ہائی سکول اور مدرسہ احمدیہ کے طلبہ نے گرمی کی تعطیلات میں چندے کے طور پر اکٹھی کی۔

۶۳۔ دنیا کا محسنؐ

حضورؓ نے یہ تقریر ۱۷؍ جون سنہ ۱۹۲۸ء کو قادیان کے مجمعِ عام میں ارشاد فرمائی۔ اس لیکچر میں حضورؓ نے سیدنا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کو دلکش انداز سے پیش فرمایا اور آپؐ کی عدیم المثال قربانیوں کا نہایت محبت انگیز اسلوب میں ذکر فرمایا۔ اس سلسلہ میں حضورؓ نے دشمنانِ اسلام کے اعتراضات اور وساوس کا ازالہ بھی فرمایا۔ کتاب ۱۱۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ سائز ۲۰×۲۰/۱۶ ہے۔

۶۴۔ مسلمانوں کے حقوق اور نہرو رپورٹ

اِس کتاب میں ۱۲ اگست ۱۹۲۸ء کو شائع ہونے والی "نہرو رپورٹ" پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے تنقیدی نگاہ ڈالی ہے اور قوم اور ملک کی فلاح و بہبود اور خیر خواہی کے لئے متعدد تجاویز پیش فرمائی ہیں۔ حضور رضؓ نے خصوصیت سے مندرجہ ذیل نکات کی وضاحت فرمائی ہے:۔

(۱) کیا نہرو کمیٹی کسی صورت میں بھی ہندوستان کی نمائندہ کہلا سکتی ہے؟

(۲) مسلمانوں کے سات مطالبات اور اُن کے بواعث۔ ان کے تعارف کے بعد حضورؓ نے نہرو کمیٹی کے ان سات مطالبات کے بارے میں فیصلوں پر تبصرہ فرمایا ہے اور اُن کی خامیوں پر دلیری سے تنقید کی ہے۔ نہ صرف مسلمانوں کے مطالبات کی پُرزور تائید کی گئی ہے بلکہ ان کے حق میں وزنی دلائل بھی پیش فرمائے ہیں۔

نہرو رپورٹ چونکہ مسلمانانِ ہند کے مفادات کے لئے سخت مضر تھی اسلئے حضور رضؓ نے اِس تالیف کے ذریعہ مسلمانوں کو بروقت خبردار کیا کہ اسی کے خلاف پروپیگنڈا کریں۔ حضور رضؓ نے اِس وسیع تر قومی مفاد کے لئے جماعت احمدیہ اور اس کی تنظیم کی خدمات پیش کرتے ہوئے فرمایا:۔

"میں اور جماعت احمدیہ اِس معاملہ میں باقی تمام مسلمان فرقوں کے ساتھ مل کر ہر قسم کی جدوجہد کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور میں جماعت احمدیہ کے وسیع اور مضبوط نظام کو اس اسلامی کام کے لئے تمام جائز صورتوں میں لگا دینے کا وعدہ کرتا ہوں۔" (ص ۱۱۶)

کتاب ۲۰×۲۶/۸ سائز کے ۱۱۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان نے ۲۰ نومبر ۱۹۲۸ء کو شائع کیا۔ مسلمانانِ ہند کی جدوجہدِ آزادی کی داستان میں اِس کتاب کو ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت حاصل ہونی چاہیئے۔

۶۵۔ حضرت امام جماعت احمدیہ کا مکتوب مسئلہ ذبیحہ گائے کے متعلق

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۲۰ ستمبر ۱۹۲۹ء کو یہ مکتوب رقم فرمایا مطبوعہ مکتوب مسلمان، ہندو اور سکھ راہنماؤں کو بھجوایا گیا۔ اس مکتوب میں ذبیحہ گائے کے مسئلہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

۶۶۔ ہندوستان کے موجودہ سیاسی مسئلہ کا حل

یہ کتاب اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حضورؓ کی سیاسی تصانیف میں شاہکار کی حیثیت کی حامل ہے۔ حضورؓ نے اس ضخیم کتاب میں سائمن کمشن کی رپورٹ پر مفصل تبصرہ کے علاوہ ہندوستان کے سیاسی مسئلہ کے حل کے متعلق چند تدابیر پیش فرمائی ہیں۔ یہ کتاب دسمبر ۱۹۳۰ء میں شائع ہوئی۔

۲۰×۲۶/۸ سائز کے ۲۳۶ صفحات پر مشتمل ہے۔

مسلمانانِ ہند کی تاریخ آزادی سے متعلق مسائل کو سمجھنے کے لئے اس کا مطالعہ ازحد ضروری ہے۔

۶۷۔ تحفہ لارڈ اِرون

لارڈ ارون وائسرائے ہند کو دعوتِ اسلام دینے کے لئے حضورؓ نے یہ رسالہ رقم فرمایا۔ یہ تبلیغی رسالہ تین ابواب پر مشتمل ہے۔

باب اوّل:۔ اس باب میں ان خدمات کا اعتراف کیا گیا ہے جو لارڈ ارون نے اہلِ ہندوستان کی آزادی کی منزل کو قریب تر لانے کے لئے سرانجام دیں۔

باب دوم:۔ اس باب میں لارڈ ارون کو اسلام اور احمدیت کی دعوت دی گئی ہے۔ حضورؓ نے تفصیل سے ثابت فرمایا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی دوبارہ بعثت کی جو علامات بیان فرمائی ہیں وہ سب پوری ہو گئی ہیں اور "آسماں بارد نشاں الوقت می گوید زمیں" کا نظارہ نظر آتا ہے۔ لارڈ ارون کو دعوت دی گئی ہے کہ وہ اسلام کو قبول کر کے اس کی برکات سے استفادہ کریں۔

باب سوم:۔ تیسرے باب میں سلسلہ احمدیہ کی تعلیم بیان فرمائی ہے جو بائیس نکات پر مشتمل ہے۔

کتاب کے آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ لارڈ ارون کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"یور ایکسیلنسی! احمدیت کی تعلیم کے خلاصے کے بعد ایک دفعہ پھر آپ کی توجہ کو اس طرف پھراتا ہوں کہ بے شک سلسلہ اس وقت کمزور ہے لیکن سب الٰہی سلسلے شروع میں کمزور ہوتے ہیں شام، فلسطین اور روم کے شہروں میں پھرنے والے حواریوں کو کون کہہ سکتا تھا کہ یہ کسی وقت دنیا میں عظیم الشان تغیر پیدا کر دیں گے۔ وہی حال ہمارے سلسلہ کا ہے۔ اس کی بنیادیں خدا تعالیٰ نے رکھی ہیں اور دنیا کی روکیں اس کی شان کو کمزور نہیں بلکہ دوبالا کرتی ہیں۔ کیونکہ غیر معمولی مشکلات پر غالب آنا اور غیر معمولی کمزوری کے باوجود ترقی کرنا الٰہی مدد اور الٰہی نصرت کا نشان ہوتا ہے اور بصیرت رکھنے والوں کے ایمان کی زیادتی کا موجب۔" (ص۴۳)

۶۸۔ زمینداروں کی اقتصادی مشکلات کا حل

حضورؓ نے یہ معرکۃ الآراء مقالہ "زمیندارہ کانفرنس" کے لئے (جو لائل پور میں ۲۰/۲۱ جون ۱۹۳۱ء کو منعقد ہوئی) رقم فرمایا۔ اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے زمینداروں کی مالی حالت کی بہتری سے تعلق رکھنے والی بہترین قابلِ عمل تجاویز پیش فرمائیں۔ اس ضمن میں حضورؓ نے مندرجہ ذیل نکات کی تشریح فرمائی ہے:۔

(۱) زمینداروں کی تکلیف کا اصل باعث۔

(۲) زمیندار قرض کی بلا میں۔

(۳) نرخ کی خرابی کے اسباب

(۴) خریداروں کی کمی کی وجہ۔

(۵) اجناس کی زیادتی کی وجہ سے نقصان۔

(۶) ہندوستانی سکہ کی گرانقدر قیمت۔

(۷) زمینداروں کے نقصان کے مستقل اسباب۔

حضورؓ کا یہ مقالہ کتابی شکل میں $\frac{20 \times 30}{16}$ سائز کے ۴۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ پہلی مرتبہ ۱۰ اگست ۱۹۳۱ء کو مینیجر بکڈپو تالیف و اشاعت نے قادیان سے شائع کیا۔ حضورؓ نے زمینداروں کی مشکلات حل کرنے کی مہم میں بھی اپنی جماعت اور اس کی تنظیم کی خدمات پیش کرنے کا وعدہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اب آپ لوگوں کی تکلیفیں اس حد تک بڑھ چکی ہیں کہ زیادہ دیر لگانا علاج کو ناممکن بنا دیتا ہے۔ خدا کرے کہ آپ لوگ وقت کی نزاکت کو سمجھیں اور اس تکلیف دہ زندگی سے جو درحقیقت زندگی کہلانے کی مستحق نہیں۔ اپنے آپ کو اور اپنی اولادوں کو بچائیں۔ میں آپ لوگوں سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں اور احمدی جماعت کے تمام افراد اپنی طاقت کے مطابق ہر اس جائز کوشش میں آپ لوگوں کے ساتھ ہوں گے جو آپ زمینداروں کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے کریں۔" (ص ۴۳)

۶۹۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی اور احرارِ اسلام

حضورؓ نے کشمیر کے مظلوم مسلمانوں کی آزادی اور بنیادی حقوق کے لئے جو مجاہدانہ جدّوجہد فرمائی تھی اُس کا اعتراف ہر اس مؤرخ کو ہے اور ہوگا جو تعصب سے بالاتر رہ کر حقائق کی دُنیا پر نگاہ ڈالنے کا فرض ادا کرتا ہے۔ حضورؓ نے "آل انڈیا کشمیر کمیٹی" کے صدر کی حیثیت سے نمایاں خدمات سرانجام دیں اور مظلوم اسیروں کی رستگاری کے لئے تھوڑے وقت میں بہت کچھ کیا لیکن تعصب کا برا ہو مسلم لیگ کی دشمن، تصورِ پاکستان کی مخالف اور کانگرس کی حاشیہ بردار سیاسی پارٹی "احرار" نے اس کمیٹی کو بھی مذہبی سوال بنا کر اسے بھی ناکارہ کرنے کی مسلم کُش سازش کی۔ حضورؓ نے اس کتاب میں ان ناپاک عزائم کا تجزیہ کیا ہے کہ اسلام کے مجموعی سیاسی اور قومی مفاد کو کس طرح یہ لوگ ذاتیات کے بکھیڑوں میں اُلجھا کر نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ حضورؓ نے یہ کاشفِ حقائق لیکچر ۲۹ ستمبر ۱۹۳۱ء کو ارشاد فرمایا۔

۷۰۔ سرزمین کابل میں ایک تازہ نشان کا ظہور

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک الہامی پیشگوئی ـــ "آہ نادر شاہ کہاں گیا" کے پورا ہونے پر حضورؓ نے ایک ایمان افروز مقالے کے ذریعے اتمام حجت کیا۔ یہ بصیرت افروز مقالہ $\frac{20 \times 30}{16}$ سائز کے ۳۰ سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔ نومبر ۱۹۳۳ء میں شائع ہو کر طالبانِ حق کے ہاتھ میں پہنچا۔

(جاری)

حضرت فضلِ عمر المصلح الموعودؓ اور ہماری ذمہ داریاں!

(منظور احمد صاحب جھنگ صدر)

حضرت فضلِ عمر مصلح موعودؓ کی ذاتِ والا صفات
سے جماعت احمدیہ کا کوئی فرد بھی تعارف کا محتاج نہیں ہے،
آپ نے نصف صدی سے زیادہ عرصہ تک مسندِ خلافت
پر متمکن رہ کر جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں وہ
جماعتِ احمدیہ کے لئے ایک بیش بہا خزانہ ہے جس کی
قدر وہی پا سکتا ہے جو اپنے آقا اور محبوب کو دل کی
گہرائیوں سے حاصل کرے اور اس کی صحبت سے
فیض یاب ہو جائے۔ بلاشبہ اکثر احباب جماعت کو
حضور پُر نورؓ کے زیادہ قریب رہنے کا شرف حاصل
ہوا ہے۔ اور اب جبکہ آپؓ ہمیشہ کے لئے ہم سے
جُدا ہو کر اپنے مالکِ حقیقی کو جا ملے ہیں آپؓ کے بعد
تمام احبابِ جماعت ایک بہت بڑا خلا محسوس کرتے
تھے لیکن خدا تعالیٰ نے فوراً ہی ایک اور قدرت کا
ظہور فرمایا جسے قدرتِ ثالثہ کہنا چاہیئے اور حضرت
صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثالث
ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) خدا تعالیٰ کی طرف سے
خلافتِ ثالثہ کے رُوحِ رواں ہو گئے۔ الحمد للہ
علیٰ ذالک۔

حضرت فضلِ عمرؓ کے جماعت احمدیہ پر بہت
احسان ہیں۔ آپؓ نے اپنی تمام تر زندگی جماعت کو مستحکم
بنیادوں پر قائم کرنے میں صرف کر دی اور رُوئے زمین
کے چپے چپے پر مبلغین بھیج کر اسلام کی اشاعت کا انتظام
فرمایا۔ آپؓ نے اپنی تصنیفات، خطبات اور فرمودات
کے ذریعے بھی اسلام کی بہت زیادہ خدمت سرانجام دی
ہے۔ مزید برآں آپؓ نے جماعت کو بیش بہا نصائح فرمائیں
چنانچہ آپؓ اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں ؎

ہم تو جس طرح بھی بنے کام کئے جاتے ہیں
آپ کے وقت میں یہ سلسلہ بدنام نہ ہو

یہ کلام رقت آمیز اور جماعت احمدیہ کے احباب
کو بیدار کرنے والا ہے اور اس کے ذریعہ ہر فرد اپنے
اپنے ماحول میں سوچے کہ وہ کہاں تک اس پر پُورا اُتر
رہا ہے۔ آیا آپؓ کے بعد ہم پہلے سے ترقی کر رہے ہیں
اور جماعتی کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں یا
خدا نہ کرے ایسے تو نہیں کہ صرف نام کے احمدی بن کر
اور دوسرے لوگوں کے لئے کوئی اخلاقی نمونہ ظاہر نہ
کرنے کی وجہ سے جماعت کو بدنام کرنے والے ہیں؟

پھر نہایت درد اور سوز کے انداز میں
فرماتے ہیں ؎

جب گزر جائیں گے ہم تم پہ پڑیگا سب بار
سُستیاں ترک کرو طالبِ آرام نہ ہو

دین کے لئے سچا درد اور تڑپ رکھنے والا ہر احمدی اس کو پڑھ کر بے قرار ہو جاتا ہے اور اس کا دل اُس وقت تک چین اور آرام حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ اپنے آقا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان کو پورا نہ کر لے۔ اس لئے ہر احمدی کو غور و فکر کرنا چاہیئے کہ آیا وہ اپنے آقا کے فرمان کی روشنی میں جماعتی کاموں میں کما حقہٗ حصہ لے رہا ہے کہ نہیں۔

تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ جن اقوام نے بھی ترقی کی ہے اس کی سب سے بڑی وجہ یہی تھی کہ ان کا ہر فرد اپنے آقا کا مطیع و فرمانبردار ہوتا تھا اور اس کو اپنی ذمہ داریوں کا پورا پورا احساس ہوتا تھا اور جو کام اس کے سپرد کیا جاتا تھا بلا تاخیر اس کی سر انجام دہی میں مصروف ہو جاتا اور اس کام کو محض "خدمتِ دین" ہی تصور کرتا تھا اور اس کا کوئی معاوضہ نہ چاہتا تھا چنانچہ حضورؓ بھی اس کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

خدمتِ دین کو اِک فضلِ الٰہی جانو
اسکے بدلے میں کبھی طالبِ انعام نہ ہو

ہم جو اپنے آپ کو خدام الاحمدیہ کہتے ہیں اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں ہمارا بھی یہ فرض ہے کہ امامِ وقت کی آواز پر لبیک کہنے کے لئے ہر دم تیار رہیں اور اس کے ایک اشارے پر اپنے مال، جان، وقت اور عزت کو قربان کر دیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ سیالکوٹ شہر کا
یومِ اصلاح و ارشاد

مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۶۶ء بروز اتوار مجلس خدام الاحمدیہ شہر سیالکوٹ نے یوم اصلاح و ارشاد منانے کا ایک جامع پروگرام مرتب کیا جس کی مختلف جھلکیاں درج ذیل ہیں۔

۱۔ ٹھیک ۸ بجے صبح تمام خدام کو جامع مسجد میں جمع کیا گیا جہاں سے انہیں مختلف گروپوں میں تقسیم کر کے انہیں مناسب لٹریچر دیکر شہر کے مختلف حصوں میں لٹریچر کی تقسیم کے لئے بھیج دیا گیا۔ یہ کام نہایت کامیابی کے ساتھ تقریباً ڈیڑھ بجے دوپہر تک جاری رہا جس میں خدام نے بہتر کارگزاری کا مظاہرہ کیا اور تقریباً ہر شہری کو پیغام حق پہنچایا گیا۔ اکثر خدام کو زبانی تبلیغ کا موقع بھی ملا۔ اسکے علاوہ تقریباً ایک سو احباب تک بذریعہ ڈاک بھی لٹریچر بھجوایا گیا۔

پروگرام کا دوسرا پہلو انفرادی تھا جس کے لئے نماز ظہر کے بعد خدام کو تاکید کی گئی کہ وہ اپنے زیر تبلیغ احباب کو مل کر انہیں احمدیت سے متعلق صحیح معلومات بہم پہنچائیں اور احمدیت کے بارہ میں پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کا ازالہ کریں۔

پروگرام کا یہ حصہ بھی احسن رنگ میں سر انجام دیا گیا اور اسی سلسلہ میں محترم قائد صاحب ضلع کے مکان پر ایک عصرانہ کا اہتمام کیا گیا جس میں محترم امیر صاحب نے احباب کے سوالات کے مناسب جوابات بھی دیئے۔ گفتگو کا یہ سلسلہ بہت مفید رہا مگر وقت کی تنگی کی وجہ سے اسے بعد کی کسی تاریخ پر ملتوی کر دیا گیا۔
(فلاح الدین معتمد مجلس خدام الاحمدیہ شہر سیالکوٹ)

یورپ کا واحد اسلامی ملک ـــ ترکی

(از سید اقبال محمود صاحب بی۔اے کراچی)

ترکی یورپ کا واحد اسلامی ملک ہے۔ اسکی سرحدیں یونان، بلغاریہ، روس، عراق، شام اور ایران سے ملتی ہیں۔ رقبہ ۲ لاکھ ۹۵ ہزار مربع میل اور آبادی تین کروڑ بیس لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔ پاکستان کی طرح ترکی کی آبادی کا ۸۰ فیصد حصہ زراعت پیشہ ہے۔ ترکی کا ساحل ایشیا اور افریقہ کے مقابل میں سینکڑوں میل تک بحیرۂ روم کے ساتھ ساتھ پھیلتا چلا گیا ہے۔ ترکی مسلمانوں اور عیسائیوں کے تاریخی مقامات سے بھرا پڑا ہے جنہیں دیکھنے کے لئے ہر سال لاکھوں سیاح یہاں آتے ہیں۔ ترکی واحد اسلامی ملک ہے جہاں سب سے زیادہ بیرونی ممالک کے سیاح سیر کو آتے ہیں۔

ترکی کا صدر مقام انقرہ ہے۔ اسکی آبادی آٹھ لاکھ کے لگ بھگ ہے۔ استنبول جس کی آبادی ۳۰ لاکھ ہے ترکی کا سب سے بڑا اور مشہور ترین شہر اور ملک کی بڑی بندرگاہ ہے۔ استنبول ۲½ ہزار سال پرانا شہر ہے۔ اس کا پرانا نام قسطنطنیہ تھا۔ اس قدیم شہر میں ساڑھے چار سو مسجدیں ہیں۔ تمام مساجد نہایت صاف ستھری اور بہت سجی رہتی ہیں۔ مسجدوں میں قالین بچھے رہتے ہیں۔ ان میں مشہور ترین مساجد ایا صوفیہ اور مسجد سلطان احمد ہیں۔ ایا صوفیہ میں اب استنبول کا عجائب گھر قائم کر دیا گیا ہے۔ دوسرے بڑے شہر ازمیر، عدنہ، برصہ، عسکی شہر، قونیہ اور ارضِ روم ہیں۔

ازمیر بحیرہ روم کے کنارے آباد ہے۔ استنبول کے بعد یہ ترکی کی دوسری بڑی بندرگاہ ہے۔ ہر سال ازمیر میں ۲۰ ر اگست سے ۲۰ ر ستمبر تک بین الاقوامی نمائش لگتی ہے جس میں پاکستان پویلین بھی ہوتا ہے۔ عسکی شہر قدیم زمانے میں عثمان ترکوں کا صدر مقام رہا ہے۔ عثمان ترکوں نے اپنے عروج کے زمانے میں برصہ فتح کیا تھا، جس پر عیسائی قابض تھے۔ قونیہ بھی قدیم شہر ہے۔ یہ شہر سلجوک ترکوں کا دارالحکومت رہا۔ سلجوک ترکوں کو ملک شاہ کے زمانے میں بڑا عروج تھا۔ ۴۶۲ ہجری میں جبکہ صلیبی جنگوں کا سلسلہ شروع تھا قیصر روم ارمانوس نے دو لاکھ فوج کے ساتھ اسلامی حکومت پر حملہ کرنے کی ٹھانی۔ لیکن سلجوک ترکوں کی صرف پندرہ ہزار فوج نے اُن کو زبردست شکست دی۔ قیصر روم ارمانوس کو گرفتار کر لیا گیا اس طرح سلجوقیوں نے اسلامی سلطنت کو ایک بہت بڑے

حملے سے بچالیا۔ قونیہ میں مولانا جلال الدین رومی کا مقبرہ ہے۔ ترک لوگ انہیں "مولانا" کے لقب سے پکارتے ہیں۔

سینکڑوں مقامات پر عربوں، عیسائیوں، بازنطینیوں، رومن اور عثمانیوں کے زمانے کے کھنڈرات پائے جاتے ہیں۔ ملک میں کئی جھیلیں اور گرم پانی کے چشمے بھی ہیں۔ سیاحوں کے لئے ہر چھوٹے بڑے قصبہ میں ہوٹل ہیں۔ زراعت زیادہ تر مشرقی اناطولیہ کے صوبے میں ہوتی ہے۔ تمام ملک کی زمین نہایت زرخیز اور شاداب ہے۔ اناطولیہ (ایشیائی ترکی) کا زیادہ حصہ پہاڑی اور بلند ہونے کی وجہ سے سخت سرد ہے۔ گرمی کم ہوتی ہے، سردیوں میں برف پڑتی ہے۔ بارش بھی کافی ہوتی ہے۔ پھل وغیرہ بحیرہ روم کے ساحلی علاقوں میں بہت پیدا ہوتے ہیں۔ ترکی کی آبادی بھی زیادہ تر ساحلی علاقوں میں ہے۔

ترکی زبان کے علاوہ سکولوں میں تین یورپی زبانیں انگریزی، جرمن اور فرانسیسی پڑھائی جاتی ہیں۔ سائنس کی تعلیم سب کے لئے لازمی ہے۔ تقریباً چالیس فیصد آبادی پڑھی لکھی ہے۔ اوسط قومی آمدنی ۲۶۵ امریکی ڈالر ہے۔

صنعت و حرفت میں بھی ترکی نے کافی ترقی کی ہے۔ ترکی تمام اسلامی ممالک میں سب سے اچھا اور سب سے زیادہ اسلحہ، بارود اور جنگی ساز و سامان بھی تیار کرتا ہے۔ ترکی دنیائے اسلام کا پہلا ملک ہے جس نے فولاد کی صنعت قائم کی۔ تقریباً ہر سال پاکستان کے بعد سب سے زیادہ مسلمان حج کرنے کے لئے ترکی ہی سے سعودی عرب جاتے ہیں۔

حکومت ترکی کی وزارتِ دینیات نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لطیف تصنیف "دیباچہ تفسیر القرآن" اور "اسلام کا اقتصادی نظام" کا ترکی زبان میں ترجمہ کر کے چھپوایا ہے۔

ترک حکومت نے مسئلہ کشمیر پر ترکی زبان میں پاکستان کے نقطۂ نظر کی حمایت کرتے ہوئے کئی کتابچے شائع کئے ہیں۔

جب سے ترکی میں جمہوری طرزِ حکومت قائم ہوئی ہے ترکی زبان کا رسم الخط بدل کر لاطینی کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ ترکی زبان اب فارسی اور اردو کی بجائے انگریزی حروف میں لکھی جاتی ہے۔ ترکی زبان میں اردو اور فارسی کے ہزاروں الفاظ ہیں ✦

مرسلہ:۔ ملک محمود احمد متعلم ایم کام

عشقِ امامؑ

(۱) "ایک مرتبہ حضرت مسیح موعودؑ باغ میں کسی تقریب پر تشریف لے گئے۔ غالباً جمعہ یا عید کا موقع تھا حضورؑ کی گرگابی باہر پڑی تھی، تھوڑی دیر کے بعد مَیں نے دیکھا کہ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ تشریف لائے۔ آپ عموماً جوتوں کے پاس ہی بیٹھ جایا کرتے تھے چنانچہ آپ وہیں بیٹھ گئے جہاں آپ کی گرگابی پڑی تھی۔ جلدی سے آپ نے اپنا امامہ اُتارا جو دُودھ کی طرح سفید تھا اور نہایت محبت سے اُس کے پلّو سے حضورؑ کے جوتوں کی گرد صاف کرنے لگے۔ صاف کرنے کا انداز بتا رہا تھا کہ آپ انتہائی ذوق و شوق اور محبت کے بھرپور جذبہ سے اِس کام کو سرانجام دے رہے ہیں۔" (روایت حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوری مدظلہ)

(۲) ماسٹر صوفی نذیر احمد صاحب رحمانی نے بیان کیا کہ ایک دفعہ جمعرات کے دن مَیں نے حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کو دیکھا کہ آپ مسجد اقصےٰ کے پُرانے حصہ کے ایک ستون سے بازو کا سہارا لئے کافی دیر تک اشکبار رہے۔ یُوں معلوم ہوتا تھا کہ کسی گہرے درد سے آنسو خود بخود بے اختیاری کے عالم میں گرتے جا رہے ہیں۔ دوسرے روز جمعہ کے دن حضرت مولوی صاحبؓ نے خود ہی اپنے اِس طرح رونے کی وجہ بیان فرمائی کہ ایک دفعہ مَیں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اِس ستون کے ساتھ ٹیک لگائے دیکھا تھا مجھے اُس زمانہ کی یاد نے تڑپا دیا اور ضبط نہ کر سکا اسلئے آبدیدہ ہو گیا۔" (روایت امۃ الرحمٰن صاحبہ)

دُعاؤں میں سوز

"میرے بہنوئی مکرم محمد احسن صاحب نے مجھ سے بیان فرمایا کہ مَیں نے حضرت مولوی صاحبؓ کا اپنی خاص دُعاؤں اور نمازوں میں گریہ وزاری کرنے کا عجیب منظر دیکھا ہے۔ ایک روز مَیں اپنے کمرے میں کام کر رہا تھا کہ اچانک ساتھ والے کمرے سے زور زور سے رونے کی آواز آئی۔ مَیں نے چونکہ قبل ازیں حضرت مولوی صاحبؓ کو اِس حالت میں نہیں دیکھا تھا اسلئے مَیں گھبرا گیا کہ نجانے حضرت مولوی صاحب کو کیا تکلیف پہنچی ہے جو اِس طرح درد و کرب سے رو رہے ہیں۔ اندر جا کر کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مولوی صاحبؓ سوز و گداز سے رو رو کر دُعا کر رہے ہیں۔ جب آپ نے دُعا ختم کی تو مَیں نے پُوچھا کہ مولوی صاحب! آپ کو کیا ہوا تھا؟ حضرت مولوی صاحبؓ نے فرمایا کہ ایک دوست کا خط آیا تھا کہ اُس کا بچہ بیمار ہے مَیں اسکی صحت کیلئے دُعا کر رہا تھا۔ (روایت ریاض احمد صاحب لاہور چھاؤنی)

اخلاق عالیہ

"ایک ملاقات کے سلسلہ میں خاکسار مولوی صاحب رضی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ رضی نے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ ذرا گیلی تھی اسلئے مجھے بیٹھنے میں ذرا توقف ہوا۔ آپ کو جب اس کا علم ہوا تو فوراً اُٹھ کر اپنی پگڑی کے پلّو سے اُسے صاف کر کے فرمایا کر تشریف رکھیں۔"

(روایت ڈاکٹر محمد رمضان صاحب)

پابندیٔ شریعت

"ایک دفعہ کا ذکر ہے اپریل کا مہینہ تھا ہمارے امتحان قریب آ رہے تھے۔ حضرت مولوی صاحب رضی نے فرمایا کہ ذرا زیادہ پڑھا کرو تاکہ کورس جلد ختم ہو جائے۔ ان دنوں آپ رضی روزے رکھ رہے تھے۔ ایک دفعہ سبق میں صرف مَیں اور مبارکہ بانو بنت حضرت مولانا نیّر صاحب رضی ہی موجود تھیں۔ مَیں نے مبارکہ بانو سے کہا کہ آج ہم حضرت مولوی صاحب رضی کا روزہ افطار کروائیں۔ افطاری کے تمام انتظامات کر رکھے تھے صرف پانی کی ضرورت تھی۔ چنانچہ مبارکہ بانو حضرت مولوی صاحب رضی کے لئے پانی لینے گئیں۔ اب مَیں اکیلی رہ گئی۔ حضرت مولوی صاحب رضی نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا:۔

"نمبر ۲۔ تم بھی چلی جاؤ۔ کیونکہ شریعت میں اجازت نہیں کہ دو نامحرم مرد اور عورت کسی تیسرے کے بغیر رہیں۔" (روایت میمونہ صوفیہ صاحبہ)

خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا

چوبیسواں

سالانہ اجتماع

۲۱-۲۲-۲۳ / اکتوبر ۱۹۶۶ء

بمقام ربوہ

- خطاب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ
- انتخابِ صدر
- شوریٰ
- علمی مقابلے
- ورزشی مقابلے
- تلقینِ عمل
- اطفال الاحمدیہ کا اجتماع

سب خدام و اطفال سے شرکت کی درخواست ہے

الداعی: معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ

سوال و جواب

مسائل ——— اور ——— مشورے

سوال ۱ - رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق اسلام میں ہر صدی کے سر پر ایک مجدد آتا رہا ہے۔ پندرھویں صدی کے مجدد کے بارے میں کیا خیال ہے؟

جواب - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی بالکل صحیح ہے اور اس کی صداقت میں کوئی شبہ نہیں اور پندرھویں صدی میں بھی ضرور کوئی نہ کوئی مجدد خدا کی طرف سے مبعوث کیا جائے گا۔

سوال ۲ - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا نوری تھے یا خاکی محض؟

جواب - حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نوری بھی تھے اور خاکی بھی۔ نوری اسلئے کہ خدا نے آپؐ کو قرآن کریم میں نور قرار دیا ہے۔ کیونکہ آپؐ کے وجود سے خدا کے نور کا ظہور ہوا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ۔ اور خاکی اسلئے کہ آپؐ بشر اور انسان ہیں۔ اور عام انسانوں کی طرح ایک انسان ہیں۔ فرمایا۔ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا۔ یعنی اے رسول! تو ان کو کہدے کہ خدا ایسا کرنے سے پاک ہے میں تو ایک بشر رسول ہوں۔

سوال ۳ - نماز میں ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا چاہیئے یا کھول کر۔ قرآن کریم و احادیث میں اس کے متعلق کیا ارشاد ہے؟

جواب :- تواتر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی عمل ثابت ہے کہ نماز میں ہاتھ باندھنے چاہئیں۔

سوال ۴ - اگر خدا موجود ہے تو نظر کیوں نہیں آتا؟

جواب :- کیا ہر موجودہ چیز نظر آیا کرتی ہے؟ ہوا موجود ہے لیکن نظر نہیں آتی۔ بجلی کی کرنٹ موجود ہے مگر نظر نہیں آتی۔ اسی طرح دنیا میں کئی چیزیں موجود ہیں مگر ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آتیں۔ اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ ایک وراء الوراء ہستی ہے اور نہایت لطیف ہے۔ ہماری ظاہری آنکھیں جو کثیف ہیں اس کو دیکھنے سے قاصر ہیں۔ فرمایا لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَ هُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ۔ یعنی یہ آنکھیں خدا کا ادراک نہیں کر سکتیں۔ ہاں وہ اُن کو دیکھ لیتا ہے۔ باقی ہر چیز کو دیکھنے کے ذرائع مختلف

ہیں۔ درد کو ہم محسوس کر سکتے ہیں دیکھ نہیں سکتے۔ اسی طرح خدا کو دیکھنے کے لئے رُوحانی آنکھیں درکار ہیں نہ یہ ظاہری آنکھیں۔

سوال ۵۔ کہا جاتا ہے کہ فرشتے اللہ کے حکم کے تابع ہیں اپنی مرضی سے کچھ نہیں کر سکتے پھر شیطان فرشتہ ہوتے ہوئے خدا کی نافرمانی پر کیسے قادر ہوا؟

جواب:۔ یہ حقیقت ہے کہ فرشتے خدا کے کسی بھی حکم کی نافرمانی نہیں کر سکتے۔ فرمایا لَا یَعْصُوْنَ اَمْرَ اللہِ یعنی وہ (فرشتے) خدا کی نافرمانی نہیں کرتے۔ مگر یاد رہے کہ شیطان فرشتہ نہیں تھا۔ تو پھر وہ کیسا وجود تھا؟ یہ ایک الگ سوال ہے۔ باقی جہاں تک اُس کو فرشتوں کے زمرہ میں قرار دینے کا تعلق ہے یہ بالکل غلط اور خلافِ نصوصِ قرآنیہ ہے ٭ (مرتبہ بشیر احمد اختر)

حضرت صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا

دورۂ کراچی

(از ۱۱؍جولائی تا ۳۱؍جولائی سنہ ۱۹۶۶ء)

کراچی میں ورود

بتاریخ ۱۱؍جولائی بروز پیر، دوپہر دو بج کر پچاس منٹ پر آپ شاہین ایکسپریس کے ذریعہ کراچی تشریف لائے۔

احباب جماعت کی ایک کثیر تعداد نے کراچی چھاؤنی کے اسٹیشن پر آپ کا استقبال کیا اور خوشی اور محبت کے اظہار کے طور پر آپ کو ہار پہنائے۔ آپ نے بہت سے دوستوں سے معانقہ فرمایا اور پھر قطار میں منتظر دوستوں سے ہاتھ ملایا

درس قرآن مجید

حضرت صاحبزادہ صاحب نے پروگرام کے مطابق ۱۲؍۷؍۶۶ تا ۱۴؍۷؍۶۶ تین روز بعد نماز مغرب احمدیہ ہال میں درس قرآن مجید دیا۔

پہلے روز سورۂ قدر اور بقیہ دو دن سورۂ رحمٰن کا درس دیا اور دلکش پیرائے میں ان سورتوں کی تفسیر فرمائی۔ روزانہ اوسطاً ۱۵۰ خدام، ۴۰ انصار، ۲۲ اطفال درس قرآن کریم سے مستفید ہوتے رہے۔

خطبات جمعہ

حضرت صاحبزادہ صاحب نے اپنے دورہ کے دوران تین خطبات جمعہ فرمائے جن میں آپ نے اللہ تعالیٰ سے محبت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق اور ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہوں پر کرنے کی تلقین فرمائی۔

آخری خطبہ میں یعنی ۲۹؍۷؍۶۶ کو آپ نے اپنے دورہ کے متعلق کراچی کے دوران ہونے والے ایک رؤیا کے حوالہ سے بتایا کہ یہ دورہ نہایت کامیاب رہا۔

جلسہ سیرۃ النبیؐ میں خطاب

جماعت مقامی کے زیر اہتمام ۱۶؍۷؍۶۶ بروز ہفتہ بعد نماز مغرب احمدیہ ہال میں جس کی صدارت حاتم علوی صاحب سابق میئر کراچی نے کی۔ اس میں کراچی یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر جیلانی صاحب اور ایک

مشہور ہندو مقرر ڈاکٹر جوشی صاحب نے تقریر کی۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مقدسہ کو ایک پیارے اور دلکش انداز میں پیش کیا جس سے حاضرین متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

اجلاس عام کو خطاب

۱۷/۷/۶۶ کو اتوار کے دن مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا اجلاس عام احمدیہ ہال میں منعقد ہوا۔ اس موقع پر محترم قائد صاحب نے مجلس کراچی کی آٹھ ماہ کی کارگزاری بھی پیش کی۔

حضرت صاحبزادہ صاحب نے اجلاس ہذا میں بصیرت افروز خطاب فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ "میری دُعا اور یہ تڑپ ہر وقت رہتی ہے کہ اللہ تعالےٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے جاں نثار اور غمخوار عطا فرمائے جو آپؐ کے نام، عظمت اور آپؐ کے دین کو بلند کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو اس لئے بھیجا ہے کہ ان قربانیوں کا نمونہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ نے دکھایا تھا، احمدیت کے نوجوان بھی اپنی قربانیوں کا وہی نمونہ دکھائیں۔ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے جو ہم پر ڈالی گئی ہے جس کو پہاڑوں نے بھی اُٹھانے سے معذوری ظاہر کی تھی۔ اُس عظیم ذمہ داری کو نبھانے کا فرض ہم پر عائد کیا گیا ہے"۔

مجلس کی آٹھ ماہ کی کارگزاری پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ خدمتِ خلق کے سلسلہ میں غرباء کی امداد کا کام بصیغہ راز جو کیا جا رہا ہے یہ بہت اچھا کام ہے۔ کارگزاری کے سلسلہ میں عہدیداران کو ہدایت فرمائی کہ اگر وہ لوگوں کو ہدایت کی راہ دکھانے کی تڑپ رکھتے ہیں تو ان کو اپنے اندر غیر معمولی تبدیلی پیدا کرنی چاہیئے۔ مجلس کے عہدیداران کا فرض ہے کہ وہ اپنے قادر و توانا خدا پر بھروسہ اور حسن ظن رکھیں اور اس سے امداد کے طالب ہوں۔ مجلس کا کام بہت بڑھ چکا ہے اور آپس میں مسابقت کا رنگ زیادہ ہو چکا ہے، اسلئے مجلس کراچی کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے سابقہ معیار کو قائم رکھنے کی پوری سعی کرے۔

اجلاس ہذا میں ۳۵۰ خدام، ۱۱۰ اطفال اور ۱۴۷ انصار نے شرکت کی۔

مجلسِ عاملہ کو خطاب

بتاریخ ۱۸/۷/۶۶ بروز پیر مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ کراچی کو خطاب فرمایا۔ آپ نے کارکنان کو مجلس کا سابقہ مقام حاصل کرنے کے بارے میں پُر معارف ہدایات فرمائیں اور احسن رنگ میں کام کرنے کا طریق سمجھایا۔

صدرِ محترم نے کارکنان کی جانب سے کئے گئے مختلف سوالات کے جوابات بھی دیئے جو زیادہ تر بیمہ، سُود، سینما بینی، حلقوں میں مجلس کے کاموں کی تکمیل میں دشواریاں وغیرہ مسائل پر مشتمل تھے۔

۴۹ کارکنان میں سے ۲۶ کارکنان نے شرکت کی اور صدر محترم کی زریں ہدایات اور مفید مشوروں سے استفادہ کیا۔

گیارھویں سالانہ تربیتی کلاس کا افتتاح

یہ کلاس ۲۲ تا ۲۹/۶۶ جاری رہی۔ اس کا افتتاح اور اختتام صدر محترم نے فرمایا۔ آپ نے افتتاحی خطاب میں ہر کام کی ابتداء بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے کرنے کی تلقین فرمائی۔ نیز آپ نے فرمایا کہ ساری کائنات پر یہ صفات الرحمٰن اور الرحیم احاطہ کئے ہوتے ہیں۔ اس طرح سے آپ نے خدا تعالیٰ کے نام سے اس کلاس کا آغاز فرمایا۔

۲۷/۶۶ کو آپ نے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ اور اختتامی تقریر میں آپ کا موضوع عصمتِ انبیاء علیہم السلام تھا جس میں آپ نے انبیاء کی ذات کو دلائل کی روشنی میں گناہوں سے پاک ثابت فرمایا۔

سالانہ اجتماع حیدر آباد میں شرکت

۲۳-۲۴ جولائی حیدر آباد ڈویژن کی مجالس ہائے خدام الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع منعقد ہوا جس میں حضرت صدر محترم نے بھی شرکت فرمائی۔ صدر محترم ۲۳/۶۶ کو علی الصبح بذریعہ کار حیدر آباد تشریف لے گئے۔ آپ کے ہمراہ مجلس کراچی کے چھ خدام بھی شرکت اجتماع کے لئے حیدر آباد پہنچے۔ حیدر آباد میں آپ کا قیام ۲۵/۶۶ کی صبح تک رہا۔ اور ۲۵/۶۶ کو ۸ بجے آپ حیدر آباد سے بذریعہ کار کراچی واپس تشریف لے آئے۔

حیدر آباد میں آپ نے اجتماع کا افتتاح فرمایا۔ انعامات تقسیم فرمائے اور اختتامی خطاب فرمایا۔ نیز جلسہ سیرۃ النبیؐ میں تقریر فرمائی۔

جلسہ سیرۃ النبیؐ ڈرگ روڈ میں خطاب

۳۰/۶۶ کو ہی مغرب کی نماز کے بعد مسجد احمدیہ ڈرگ روڈ میں منعقدہ جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت صاحبزادہ صاحب نے خطاب فرمایا۔ جس میں آپ نے دوسرے انبیاء علیہم السلام کی صفات پیش کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ صفات بیان فرمائیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جملہ انبیاء کی صفات بدرجہ اتم موجود ہیں۔

ربوہ کو مراجعت

پروگرام کے مطابق محترم صدر صاحب ۳۱/۶۶ بروز اتوار بجناب ایکسپریس سے عازم ربوہ ہو گئے۔ احباب جماعت کی کثیر تعداد نے آپ کو اپنی پُرخلوص دُعاؤں کے ساتھ الوداع کیا۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور وہ نصائح اور زرّیں ہدایات جو صدر محترم نے اپنے قیام کراچی کے دوران فرمائی ہیں اُن پر صحیح طور سے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

معتمد
مجلس خدام الاحمدیہ کراچی

مجلس خدام الاحمدیہ کی خبریں

الوداعی تقریب

مورخہ ۲۲ر اگست ۱۹۶۶ء بروز اتوار بعد نماز عصر ماسٹر فقیر محمد صاحب واقفِ عارضی کا عرصۂ وقف ختم ہونے پر مجلس خدام الاحمدیہ خوشاب کے زیرِ اہتمام الوداعی تقریب منعقد کی گئی۔ صدارت کے فرائض محترم ڈاکٹر محمد محسن صاحب قائد ضلع سرگودھا نے سرانجام دیئے۔

کارروائی کا آغاز تلاوتِ کلام پاک سے ہوا جو مجلس ہذا کے ایک خادم مظفر احمد صاحب نے کی۔ تلاوت کے بعد عبدالغفار صاحب نے سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منظوم کلام سُنایا۔

اس کے بعد خاکسار نے مکرم ماسٹر فقیر محمد صاحب واقفِ عارضی کی خدمت میں مجلس کی طرف سے الوداعی ایڈریس پیش کیا۔ جس میں ان کی تربیتی خدمات کو جو انہوں نے اس جماعت کے لئے سرانجام دیں سراہتے ہوئے ان کا شکریہ ادا کیا۔

محترم ماسٹر صاحب نے جوابی ایڈریس پیش کیا۔ اور اپنے قیام کے دوران کی مفصل رپورٹ پیش کی۔ جس میں خدام الاحمدیہ خوشاب کے کام کو سراہا اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔

آخر میں صاحبِ صدر نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔ جس میں احبابِ جماعت کو وقفِ عارضی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تحریک فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ جو پودا ماسٹر صاحب لگا کر جا رہے ہیں جماعت کا فرض ہے کہ اس کی آبیاری کرے اور جماعت احمدیہ خوشاب میں جو بیداری پیدا ہو رہی ہے اسے قائم رکھا جائے۔

اس کے بعد آپ کی درخواست پر محترم ماسٹر صاحب نے اجتماعی دُعا کرائی۔ دُعا کے بعد مجلس کی طرف سے جملہ حاضرین کو عصرانہ دیا گیا۔

محترم پریذیڈنٹ صاحب جماعت احمدیہ خوشاب کے علاوہ محترم قریشی محمود الحسن صاحب اور مکرم محمد اکرام صاحب نے بھی سرگودہا سے تشریف لا کر خدام کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

عبدالمنان

قائد خدام الاحمدیہ خوشاب